مواعظ اختر نمبر ۵۴
انسان
کا
مقصدِ زندگی
شیخ العرب والعجم
عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ
حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: انسان کا مقصدِ زندگی

نام واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۱۳ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۸۸ء، بروز منگل

مقام: جدہ (سعودی عرب)

موضوع: ہمارا مقصدِ زندگی کیا ہے؟ بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے طریقے

مرتب: حضرتِ اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | **صفحہ نمبر**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کا مقصدِ زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ○ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○

(سورۃ الملك: آیات ۱،۲)

مولائے کریم کا اپنے بندوں کے نام تیس پاروں کا خط

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے تیس پاروں کا قرآنِ پاک نازل فرمایا۔ میرے شیخ و مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسے باپ اپنے بیٹے کو کوئی لمبا چوڑا خط لکھ دے کہ بیٹا! پردیس میں اس طرح زندگی گذارنا۔ بیٹے کو تو بار بار خط لکھا جا سکتا ہے مگر چونکہ قرآن غیرِ نبی پر نازل نہیں ہوسکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بندوں کے نام تیس پاروں کا خط ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تیئیس (۲۳) برسوں میں قیامت تک کے لئے نصیحت نامہ کے طور پر نازل فرمادیا، ۳۰ پاروں کا یہ خط مولائے کریم کی طرف سے اپنے بندوں کے نام ہے، جس میں زندگی گذارنے کا طریقہ ہے۔

حدیثِ پاک کے بغیر قرآنِ کریم کو سمجھنا محال ہے

اور اس کی شرح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی، کوئی شخص بغیر حدیث کی مدد کے قرآن پر عمل نہیں کرسکتا مثلاً نماز کے لئے حکم نازل ہوا:

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾۔ (سورۃ الانعام: آیۃ ۷۲)

نماز قائم کرو، مگر نماز کیسے پڑھیں؟ قرآن میں نہ تو التحیات ہے،

نہ درود شریف ہے، نہ ثناء ہے تو نیت کیسے باندھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرمادی کہ:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ۔ متفق علیه))

(مشكوٰة المصابيح :(قديمى)، كتاب الصلوٰة،باب تاخير الاذان، ص ٦٦)

تم لوگ اس طرح نماز ادا کرو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان حضرات نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، پیغمبر کی تلاوت ان کے کانوں نے سنی، پیغمبر کا رکوع، پیغمبر کا سجدہ، پیغمبر کا قیام، غرض ان کی آنکھوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز کے تمام ارکان ادا کرتے ہوئے دیکھا، یہ شرف کسی اور کو کہاں مل سکتا ہے؟ اسی لئے جو لوگ اس غلطی میں مبتلا ہوگئے کہ محض قرآن شریف پر عمل کرنے سے کام بن جائے گا تو وہ لوگ سمجھ لیں کہ بغیر حدیث کے قرآن سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

((قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْاٰنَ۔ رواه مسلم))

(مشكوٰة المصابيح : (قديمى)، كتاب الصلوٰة، باب الوتر، ص ١١١)

قرآنِ پاک کی عملی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمل خود قرآن کی تفسیر ہے۔

برکت کے معنی

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بہت ہی برکت والی ذات ہے اللہ تعالیٰ کی، بِيَدِهِ الْمُلْكُ جس کے قبضہ میں ساری کائنات، سارا عالم ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب مفردات القرآن میں فرمایا ہے:

((اَلْبَرَكَةُ ثُبُوْتُ الْخَيْرِ الْاِلٰهِيِّ فِي الشَّيْءِ وَالْمُبَارَكُ مَا يُفِيْضُ عَلَيْهِ مِنَ الْخَيْرَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ))

(المفردات فی غریب القرآن للامام راغب الاصفهانی: ج ۱ ص ۱۱۹)

برکت کے معنی ہیں فیضانِ رحمتِ الٰہیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش۔ اسی لئے لوگ دعا کرواتے ہیں کہ صاحب! دعا کیجئے کہ میری روزی میں برکت ہو، میری عمر میں برکت ہو، میرے گھر والوں پہ برکت نازل ہو۔ تو برکت کا مفہوم آپ لوگوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ برکت کی تعریف جو مفسرین اور اہلِ علم کی اصطلاح میں ہے کہ فیضانِ رحمتِ الٰہیہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیضان، اور ظاہر بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیضان ہوگا تو پھر انسان کا کیا کہنا۔

دین وجان، اہل وعیال اور مال کے نقصان سے بچنے کی دعا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے دین میں، جان میں، اہل اور عیال میں اور مال میں تشویش رہتی ہے کہ کہیں میرا دین ضائع نہ ہوجائے، کہیں میری جان پر کوئی مصیبت نہ آجائے، گردے میں پتھری، بلڈ کینسر جیسی کوئی مصیبت نہ آجائے، اسی طرح سے مجھے اپنی اولاد کے لئے غم رہتا ہے کہ اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور میرے گھر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور یہ غم رہتا ہے کہ کہیں مال میں کوئی خسارہ نہ آجائے۔ تو انہوں نے پانچ چیزوں کے بارے میں اپنی تشویش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک دعا بتاتا ہوں اس کو پڑھ لیا کرو تو تمہاری تشویش ختم ہوجائے گی، بہت عجیب دعا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کی برکت ہی برکت ہے، یہ کوئی لمبا چوڑا وظیفہ نہیں ہے، وہ دعا یہ ہے:

((بِسْمِ اللہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۲ ص ۶۳، رقم الحدیث ۳۵۰۳)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں میرے دین پر، میری جان پر، میری اولاد پر، میرے اہل وعیال پر اور میرے مال پر۔

تو اُن صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو روزانہ صبح شام پڑھنا شروع کر دیا، اور ایک دن آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اب قلب کو اتنا سکون ہے کہ سب پریشانیاں ختم ہوگئیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے نام کی رحمتیں اور برکتیں ہمارے دین پر ہوں گی تو اس کے ہوتے ہوئے دین ضائع ہو ہی نہیں سکتا، جس پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو، اُسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ شیطان بھی نہیں بہکا سکتا، نفس بھی خراب نہیں کر سکتا کیونکہ:

﴿اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ﴾

(سورۃ یوسف: آیۃ ۵۳)

نفس تو بُرائی کی طرف بلائے گا مگر حق تعالیٰ کی رحمت کے سایہ کے ہوتے ہوئے نفس کیا کر سکتا ہے؟

دینِ اسلام محبت کے آئین کا نام ہے

یہ دعا میں بھی صبح شام پڑھتا ہوں، آسان بھی ہے۔ اس دعا میں دین کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے مانگا تو دینِ اسلام کو مقدم رکھو کیونکہ دین بہت پیارا ہے، ہماری جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ ہر چیز سے زیادہ۔ دین اللہ تعالیٰ کا آئین ہے اور اللہ کی محبت کے قوانین ہیں کہ کس بات سے خدائے تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور کس بات سے ناراض ہوتے ہیں؟ اسی کا نام دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا دین، اپنی عظمتوں کے قوانین، اپنے دین کی اشاعت اور اپنی محبت کے حقوق اتنے عزیز ہیں کہ اس دین پر کتنے انبیائے کرام علیہم السلام شہید ہوئے، کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، کتنے اولیاء اللہ شہید ہوئے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شخصیت نہیں پیدا ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرشتوں سے افضل ہیں، زمین وآسمان سے افضل ہیں، عرشِ اعظم سے افضل ہیں یعنی اللہ کے بعد کسی کا درجہ ہے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون بہنے کو اپنی محبت پر گوارا کرلیا۔تو معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت اور اللہ کی ذات بہت قیمتی ہے، جس پر نبیوں کے سر کٹتے ہیں، پیغمبروں کے خون بہتے ہیں، ایک ایک دن میں ستّر ستّر صحابہ کرام شہید ہوئے، جنگِ اُحد میں اُحد پہاڑ کے دامن میں ستّر صحابہ شہید ہوکر زبان سے نہیں، اپنے خون سے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو بیان کررہے ہیں۔تو معلوم ہوا کہ دین بہت ہی قیمتی چیز ہے۔

محبتِ الٰہیہ کی قیمت

میرے مرشدِاول حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ کی کیا قیمت ہے؟ ہم کیا قربانی پیش کریں جس سے آپ ہم کو مل جائیں اور ہم اللہ والے بن جائیں۔دیکھا آپ نے! اللہ والے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے خفیہ رابطہ رکھتے ہیں۔اسی پر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ سے باتیں بھی ہوتی ہیں، جس میں آواز نہیں ہوتی، دل میں ہر وقت یہ آتا ہے کہ اشرف علی! یہ کرو، یہ نہ کرو۔ یہ خفیہ رابطہ ہے جو مومن کے دل کو اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے، اسے دنیا والے نہیں جانتے، کوئی شخص کسی کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں کرسکتا کہ اس کے

قلب میں اللہ تعالیٰ سے کتنا قوی تعلق ہے۔حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں یہ قصہ سنایا کہ ایک نوجوان بڑی مست حالت میں قافلہ کے ساتھ حج کے لئے آیا، نہ کسی سے بولتا ہے نہ کسی سے کچھ کہتا ہے، اسے دیکھ کر کوئی یہ کہتا کہ یہ لڑکا بالکل پاگل ہے،کوئی کہتا کہ یہ ہاف مائنڈ (Half Mind) ہے،کوئی کہتا کہ اس کے دماغ میں خلل ہے، اور وہ اپنے میں مست ہے،کبھی ہنس رہا ہے،کبھی رو رہا ہے، کبھی شعر پڑھ رہا ہے،تو سب اس کو پاگل سمجھ رہے تھےلیکن جب مکہ پہنچ کر اس نے کعبہ شریف دیکھا تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت تھی کہ اس نوجوان نے جسے دنیا پاگل، دیوانہ سمجھ رہی تھی، کعبہ پر ایک نظر پڑتے ہی یہ شعر پڑھا اور جان دے دی۔

چو رسی بہ کوئے دلبر بسپار جانِ مضطر

کہ مبادا بار دیگر نرسی بدیں تمنا

جب تم اللہ کی گلی میں آگئے،کوئے محبوب میں آگئے، دلبر کی گلی میں آگئے تو اپنی جان کو اس پر فدا کردو شاید کہ تمہیں دوسری دفعہ حاضری نصیب ہو یا نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ تم دوبارہ کعبہ نہ دیکھ سکو۔بس اس نے یہ شعر پڑھا، ایک آہ کھینچی اور وہیں ختم ہوگیا، جان دے دی۔

جان تم پر نثار کرتا ہوں

میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

معلوم ہوا کہ کس کا ایمان کتنا ہے اور کس کے قلب میں اللہ کی محبت کتنی ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ پہ جان دے دے تو اس سے زیادہ دنیا کیا اللہ کی محبت کی شہادت اور گواہی چاہتی ہے؟ اگر دنیائے کفر امریکہ وروس کی سمجھ میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کی قیمت شہیدوں سے پوچھ لو، جو اُن کے نام پر جان دیتے ہیں، انہوں نے فیکٹری کے لئے، کارخانوں کے لئے، سلطنت کے لئے

جان نہیں دی، اللہ کے لئے جان دی۔

بہرحال! تو اس اللہ والے نے اللہ سے پوچھا کہ اے اللہ! آپ کی کیا قیمت ہے جو میں آپ کو پیش کروں اور آپ مجھے مل جائیں اور میں اللہ والا ہوجاؤں۔تو آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہان مجھ پر لٹا دو، دنیا بھی قربان کردو، آخرت بھی فدا کردو۔تب اس اللہ والے نے جو جواب دیا، وہ سننے کے قابل ہے۔حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص نے یہ جواب دیا ؎

قیمت خود ہر دو عالم گفتئ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے خدا! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان فرمائی ہے یعنی دنیا اور آخرت، ابھی بھاؤ اَور بڑھائیے، اپنی قیمت اور دام اَور بڑھائیے، ابھی تو آپ مجھے سستے معلوم ہوتے ہیں، اگر میں اپنی دنیا و آخرت بلکہ اپنی جان بھی فدا کردوں تو بھی اے خدا! آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔غالب کہتا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگر آپ نے اللہ پر جان دے دی تو آپ نے کون سا تیر مارلیا، جان اللہ ہی کی تو دی ہوئی ہے، اسی کو دے دی تو کیا کمال کیا۔

خدا سے غافل شخص کی مثال

تو بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیۡنِیۡ الخ کو اپنا معمول بنالیجیے، یہ دعا ہے بھی بہت آسان۔تو اُن صحابی نے عرض کیا کہ جب سے میں نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا ہے اپنا دین، اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال اور مال سب کی طرف سے دل بالکل مطمئن ہے۔ظاہر سی بات ہے بسم اللہ کے کیا معنی ہیں؟

کہ اے اللہ! میں آپ کے نام کی برکتوں اور رحمتوں کے حوالے کرتا ہوں اپنے دین کو، اپنی جان کو، اہل وعیال کو، اولاد کو اور مال کو، دنیا میں انسان کے یہی پانچ غم ہیں، اگر آپ تجزیہ کریں گے تو دنیا میں انسان کو پانچ ہی قسم کی فکریں ہوتی ہیں، کبھی اپنی صحت کے بارے میں کہ کہیں گردے میں پتھری نہ پڑ جائے، کہیں بلڈ کینسر نہ ہو جائے، کوئی خطرناک مرض نہ ہو جائے۔ کراچی میں دہلی کے ایک تاجر کا اٹھارہ سال کا جوان لڑکا تھا، اسے ہڈیوں کے گودے کا کینسر ہو گیا، اس کا بڑا بھائی ایک دن مجھے ملا، اس نے کہا کہ میرے بھائی کے لئے آپ دعا کر دیجئے، نو لاکھ روپے خرچ کر چکا ہوں، ہر ماہ اس کی ہڈیوں کا تمام مغز نکالا جاتا ہے اور دوسرا مغز ڈالا جاتا ہے۔ اب آپ بتایئے! انسان کا کچھ پتا نہیں کہ کب کیا ہو جائے؟ اس لئے جو شخص خدا کو بھولا ہوا ہے وہ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے، پتا نہیں کس وقت کس مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ بھئی! پتنگ جب کٹ جاتی ہے تو کچھ پتا ہوتا ہے کہ اس کو کون لُوٹے گا؟ وہ کہاں گرے گی؟ کسی کی چھت پر جائے گی یا محلہ کے لڑکے اس کو نوچ کھسوٹ لیں گے۔

ترکِ صلوٰۃ پر سخت وعید

یہی عرض کرتا ہوں کہ جس نے نماز چھوڑ دی گویا وہ اللہ سے کٹ گیا، یتیم ہو گیا، جو بچہ بغیر ابّا کے ہوتا ہے تو جو چاہتا ہے اس کو مارتا ہے۔ لہٰذا نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب رکھتی ہے اور اس کی برکت سے دعا کی توفیق بھی ہو جاتی ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا تو سمجھ لو کہ اس نے اپنے جسم کو کھانے اور ہگنے کا، امپورٹ ایکسپورٹ کا آفس بنا لیا ہے اور اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ناشکری اور نافرمانی ہے۔ جو نماز کو غفلت سے، جان بوجھ کر چھوڑتے ہیں تو حدیث شریف میں آتا ہے:

((اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ۔ رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الصلوٰۃ، ص ۵۸)

کہ ان کا حشر فرعون، نمرود اور شداد جیسے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ یہ وعید اُن لوگوں کے لئے ہے جو غفلت کے ساتھ نماز چھوڑتے ہیں۔ اور انسان ہے، اگر نیند آ گئی تو مجبوری ہے۔

زندگی کا ویزا نا معلوم المیعاد ہے

تو اس کی فکر کرنی چاہیے کہ اگر خدانخواستہ اچانک بلاوا آ گیا تو کیا ہوگا؟ ؎

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
تُو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پیا سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نہ جانے اللہ کس کو کس وقت بلا لیں۔ دیکھو! مدینہ شریف میں ایک گھڑی والا عبدالفتاح ہمارا پیر بھائی تھا، پچھلے سال ہم اس کے ساتھ تھے، رات دن ہنستا بولتا تھا، اچانک اطلاع آئی کہ چولہا پھٹ گیا اور وہ جل گئے، جلنے کے بعد اچھے بھی ہو گئے، پھر خبر ملی کے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا، پھر معلوم ہوا کہ جوانی میں جنت البقیع میں دفن ہو گئے۔

میں جب الٰہ آباد کے طبیہ کالج میں پڑھتا تھا تو حسن منزل میں رہتا تھا، وہیں ہماری پھوپھی وغیرہ رہتی تھیں، تو انیس سال کا ایک لڑکا بھی ساتھ پڑھتا تھا، ہمارا گھر اور اس کا گھر قریب قریب تھا، ہم دونوں روزانہ ہمت گنج جہاں کالج تھا، دو میل دور پیدل کالج جاتے تھے۔ میں جون میں چھٹیاں گذارنے اپنے گھر پرتاب گڑھ گیا، جب چھٹی گذارنے کے بعد الٰہ آباد واپس آیا تو ہر شخص کو

اپنے ہم سبق دوستوں سے تعلق ہوتا ہے تو بہت خوشی تھی کہ اپنے اس دوست سے جاتے ہی ملاقات ہوگی۔ میرا گھر دو تین سو گز آگے تھا، اس کا گھر پہلے آتا تھا، میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی اماں نکلیں، کہا کہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہمارا ساتھی جس کے ساتھ ہم روزانہ پڑھنے کے لئے جاتے تھے وہ کہاں ہے؟ تو اس نے رونا شروع کر دیا، بڑی زور سے روئی کہ میرا بیٹا تو قبر میں چلا گیا، اچانک بیماری آئی اور وہ چلا گیا۔ کہنے لگی کہ ڈاکخانہ سے اس کی فائنل امتحان کی رجسٹری بھی آئی تھی، وہ سیکنڈ ڈویژن سے پاس ہوا تھا لیکن میں نے ڈاکئے سے وہ رجسٹری وصول نہیں کی، میں نے ڈاکئے سے کہا کہ وہ پاس ہو گیا، حکیم ہو گیا لیکن میرا بیٹا تو قبر میں ہے، جاؤ اس کی ڈگری قبر پر لے جا کر پھینک دو، میں اسے لے کر کیا کروں گی؟ بس میں بھی گھر جا کر رونے لگا کہ اے خدا! یہ تو عجیب زندگی ہے، کچھ پتا ہی نہیں کہ کس وقت کس کا بلاوا آجائے۔

اس کے بعد پھر اسی زمانہ میں میرے والد صاحب کے انتقال کا خط آیا، میں فائنل امتحان کا آخری پرچہ دے کر آیا تھا، خوشی منا رہا تھا کہ اب گھر جاؤں گا اور والدین سے ملوں گا تو میرے پھوپھی زاد بھائی نے خط دِکھایا کہ تمہارے ابّا کا انتقال ہو گیا، گھر جا کر معلوم ہوا کہ ابّا نے کسی کو خط نہیں لکھنے دیا، مجھے اطلاع نہیں ہونے دی، ابّا نے یہ کہا کہ اگر میں اپنے بیٹے کو اپنی بیماری یا موت کے حالات کی خبر کروں گا تو وہ غم میں فیل ہو جائے گا، لہٰذا انہوں نے مجھے خبر نہیں کی۔ ان حالات نے میرے کان کھڑے کر دیئے کہ انسان اپنی زندگی کے بارے میں ہر وقت چوکنّا رہے اور پردیس میں اپنے وطن کی تیاری کے لئے ہر وقت مستعد رہے اور یہ تیاری کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔

کیوں بھئی بتاؤ! فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں؟ اس دوران خوب حلال دنیا کماؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت تو دیکھئے، فجر کی نماز اللہ نے

بہت تھوڑی رکھی ہے، صرف چار ہی رکعات ہیں، دو سنت دو فرض تا کہ نیند کے عاشقین نیند کی پھر دوسری شفٹ شروع کر دیں، فجر پڑھ کر پھر سو جاؤ۔ پھر ظہر تک کام کا موقع دیا، پھر عصر میں چار ہی رکعات ہیں اور مغرب میں تین فرض اور دو سنت پڑھ لو، چلو بھئی! نفلیں مت پڑھو، لیکن اگر اوابین پڑھ لیتے ہو تو اللہ سے تعلق اَور بڑھ جائے گا۔

اوابین کی فضیلت اور اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ

مغرب کی تین فرض رکعات کے بعد دو رکعات سنت اور دو نفل سب پڑھتے ہیں، بس دو رکعات نفل اَور پڑھ لو تو چار رکعات نفل اور دو رکعات سنت ملا کر چھ رکعات اوابین ہو جائیں گی۔ عام مسلمانوں کو اکثر یہ غلط فہمی ہے کہ مغرب کے تین فرض اور دو سنت مؤکدہ پڑھو، پھر چھ رکعات نفل پڑھو تو اوابین ادا ہو گی، اس چھ رکعات نفل الگ سے پڑھنے کے خوف سے کتنے لوگ اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب میں نے اس بات کو جدہ میں بیان کیا تو میزبان نے کہا کہ جب سے تم نے یہ بتایا ہے کہ تین فرض، دو سنت اور دو نفل کے بعد دو رکعات اَور پڑھ لو یعنی فرض کے بعد دو سنت اور چار نفل پڑھ لو تو یہ سب مل کر اوابین کی چھ رکعات ہو گئیں، اب میں بھی پابندی سے اوابین پڑھ رہا ہوں۔ اوابین کی فضیلت بھی سن لو:

((عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ حَبِيْبِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَّقَالَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۷ ص ۱۹۱) (کنز العمال: ج ۷ ص ۳۹۳)

جو فرضِ مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھ لے، وہ اوابین میں شامل ہو جائے گا اور اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو اللہ تعالیٰ سب معاف کر دیں گے، اوابین کی اتنی بڑی فضیلت ہے۔ میں نے اس بات کو

جہاں بھی بیان کیا سست اور کاہلوں کی بھی بیٹری چارج ہوگئی، کہا کہ صاحب! اب اس فضیلت کو چھوڑ نا ہی نہیں ہے جس پر اتنا بڑا انعام ہے کہ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ دیکھئے اللہ کی رحمت کے بہانے!

عصر سے پہلے چار رکعات سنت پڑھنے کی فضیلت

اسی طرح عصر میں چار رکعات فرض ہیں، مگر حدیث شریف میں ہے کہ جو عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعات نماز پڑھ لے:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا۔ رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الصلوٰۃ؛ باب السنن و فضائلھا؛ ص ۱۰۴)

عصر کے فرضوں سے پہلے جو شخص چار رکعات پڑھ لے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندہ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ آج ہم بزرگوں کی دعاؤں کے حریص ہیں لیکن نبی کی دعا نہیں لیتے کہ کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائیں۔ اس لئے جب اللہ موقع دے، مسجد میں پانچ منٹ پہلے پہنچ گئے اور چار رکعات سنتیں پڑھ لیں، چاہے نفل کی نیت کرلو چاہے سنت کی کرلو بس عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھ لو اور سلام پھیر کر دعا بھی کرلو کہ اے اللہ! اپنے نبی کا وہ وعدہ کہ جو عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھے تو اس پر خدا کی رحمت نازل ہو، میں نے یہ نماز پڑھی ہے اگرچہ ٹوٹی پھوٹی سہی مگر آپ کریم ہیں، اے اللہ! ہمیں اپنے نبی کی وہ بشارت، وہ رحمت دے دیجئے اور ہماری دنیا و آخرت بنا دیجئے۔

فرض نماز عمدہ طریقے سے پڑھو چاہے نوافل کم پڑھو

ٹوٹی پھوٹی پر یاد آیا کہ نمازِ عشاء میں چار فرض، تین وتر اور دو سنت ہیں، یہ نو رکعات پڑھنا ضروری ہیں، لیکن عشاء کی سترہ رکعات کے ڈر سے آج کالج کے

کتنے نوجوان بغیر عشاء پڑھے سوجاتے ہیں اور جو پڑھتے بھی ہیں وہ اس طرح پڑھتے ہیں جیسے مرغی ٹھونگ مارتی ہے، حالانکہ بخاری شریف کی حدیث ہے:

((قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ.... فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ... ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا.. الخ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة؛ ج۱ص۱۰۹)

کہ دوسجدوں کے درمیان اگر کمر سیدھی نہ ہوئی اور رکوع کے بعد پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔آپ ﷺ نے ایسے شخص کو فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی، دوبارہ پڑھو، تو معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان کمر سیدھی کرنا واجب ہے۔

میرے ایک دوست ڈھاکہ سے کراچی آئے، میں نے ان کو عشاء کی سترہ رکعات پڑھتے دیکھا تو ان سے کہا کہ آپ مجھ سے تعلقِ محبت رکھتے ہیں اس لئے کہتا ہوں کہ سترہ رکعات نہ پڑھا کیجئے، میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ نو رکعات پڑھتے دیکھا، حضرت سترہ رکعات پڑھتے ہی نہیں تھے، چار فرض، دوسنت اور تین وتر لیکن اس کو عمدہ طریقہ سے پڑھو۔ چار تو فرض ہی ہیں اس کے بعد دوسنت مؤکدہ ہیں، اس کے بعد تین رکعات وتر کی واجب ہیں، یہ آپ کی نو رکعات ہوگئیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اسی سے جنت مل جائے گی، کوئی مواخذہ نہیں ہوگا کہ تم نے نفل کیوں نہیں پڑھے؟ لیکن عمدہ پڑھو بجائے اس کے کہ تم جلدی جلدی خراب سترہ رکعات پڑھو کہ ساری ہی نماز دہرانی واجب ہوجائے۔ سترہ رکعات خراب پڑھنے سے بہتر ہے کہ نو رکعات اچھی پڑھ لیں، دل لگا کر پڑھ لیں، بجائے اس کے کہ آپ ایک لاکھ مرتبہ آہ کریں، ایک ہی آہ ایسی کیجئے جو قبول ہوجائے۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے؎

بس ہے اپنا ایک نالہ بھی اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ وفریاد ہم

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ

بھئی! تھوڑا پڑھو مگر اچھا پڑھو، چار فرض عشاء، دو سنت کے بعد تین وتر پڑھ لو، لیکن جب عادت پڑ جائے تو وتر سے پہلے دو رکعات نفل تہجد کی نیت سے پڑھ لو، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ میں بھی لکھا ہے اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو رکعات تہجد بھی پڑھی ہیں، لیکن یہ میں ان کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں جو بارہ رکعات پڑھتے ہیں، میں اُن بحرا لکاہل لوگوں کو خطاب کررہا ہوں جو کاہلی کے سمندر ہیں۔ جغرافیہ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ایک سمندر کا نام بحرا لکاہل ہے، اس میں طغیانی یا زیادہ موجیں نہیں ہوتیں، ٹھہرا ہوا سمندر ہے۔ تو میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جن کو سستی کا ہلی ہو لہٰذا سال چھ ماہ جب نو رکعت کی عادت ہو جائے تو وتر سے پہلے اور سنتِ مؤکدہ کے بعد دو رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لو، ان شاء اللہ! اس کی برکت سے قیامت کے دن آپ تہجد گذاروں میں شامل ہو جائیں گے چاہے قطار میں پیچھے ہی ہوں:

((وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ وَاِنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قَبْلَ النَّوْمِ))

(ردالمحتار: (دار الفکر ،بیروت)؛ باب الوتر والنوافل، ج ۲ ص ۲۴)

بتایئے! کتنا بڑا انعام ہے، اور اس کے لئے نیند کی بھی قید نہیں ہے کہ آپ پہلے سوئیں، پھر تین بجے رات کو اُٹھ کر کون تہجد پڑھتا ہے؟ الحمد للہ! میں اپنے بیان میں دوستوں کو شارٹ کٹ یعنی مختصر راستہ سے اللہ تک پہنچنے کی ترکیبیں بتا تا رہتا ہوں۔ اس پر مجھے اپنے ضلع پرتاب گڑھ کے ایک شاعر نازشؔ پرتاب گڑھی کا شعر یاد آجاتا ہے، ظالم نے غضب کا شعر کہا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گزر چلیں / سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

اور ایک شعر اور کہہ گیا، وہ بھی زبردست شعر ہے، پہلے اس پر ایک واقعہ حدیث شریف کا سناتا ہوں۔

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم

ایک مرتبہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا:

((مَرَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَوْمٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَاَۃٌ تَحْضِبُ بِقِدْرِھَا وَ مَعَھَا ابْنٌ لَّھَا فَاِذَا ارْتَفَعَتْ وَھَجٌ تَنَحَّتْ بِہٖ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللہِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَلَیْسَ اللہُ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ قَالَ بَلٰی قَالَتْ اَلَیْسَ اللہُ اَرْحَمَ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِھَا قَالَ بَلٰی قَالَتْ اِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِیْ وَلَدَھَا فِی النَّارِ فَاَکَبَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَبْکِیْ (اَیْ طَأْطَأَ رَاْسَہٗ یَبْکِیْ) ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَیْھَا فَقَالَ اِنَّ اللہَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللہِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ رواہ ابن ماجۃ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ص۲۰۸،مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ ج۸ص۲۳۹)

کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں، پھر اس نے پوچھا کہ کیا اللہ ارحم الراحمین نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے، پھر وہ بولی کہ کیا اللہ کو اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک ہے۔ تو اس نے کہا کہ چولہے میں آگ بھڑک رہی تھی، میرا بچہ اس کے قریب گیا تو میں نے اسے کھینچ لیا تو اللہ میاں ہم کو دوزخ میں کیسے ڈالیں گے؟ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر جھکا لیا **وَیَبْکِیْ** اور رونے لگے۔ اس حدیث پر مجھے نازش پرتاب گڑھی کا ایک شعر یاد آجاتا ہے، اس نے کہا تھا ؎

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم / اب ترا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

تو اس عورت کا یہ سوال ایسا تھا جس نے نبی کی چشمِ مبارک کو بھی نم کر دیا تھا، یہ امتی کی صلاحیت ہے کہ پیغمبر کو رُلا دے، شاگرد کی صلاحیت ہے کہ استاد کو رُلا دے، مرید کی صلاحیت ہے کہ اپنے دردِ دل سے شیخ کو رُلا دے۔ اس ماں نے اس طرح سے سوال کیا کہ آپ سر جھکا کر رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر اُٹھایا اور اسے جواب عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں انہیں لوگوں کو ڈالیں گے جو سرکش ہیں اور اللہ کو اللہ ہی نہیں مانتے، جیسے کوئی بیٹا اپنی ماں سے کہنے لگے کہ اَنْتِ لَسْتِ اُمِّیْ تُو میری ماں نہیں ہے اور دوسری کو اپنی ماں کہے تو اس کی ماں کیا کرے گی؟ سزا دے گی یا نہیں؟ اسی طرح جب بندہ دوسرے کو خدا بنائے تو خدا اس کو معاف نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کرنے والے کو نہیں بخشے گا، لہٰذا کلمہ پر جس کا خاتمہ ہو گیا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

تائب اور غیر تائب میں فرق

اب فرق صرف یہ ہے کہ جن لوگوں نے توبہ کر لی ان کا براہ راست پہلی ہی دفعہ میں جنت میں داخلہ ہو جائے گا اور جن لوگوں نے توبہ نہیں کی، اپنی حالت درست نہیں کی، اپنی فائل درست نہیں کی اور حالتِ فسق و نافرمانی میں موت آئی تو ان کو دوزخ میں کچھ دن کے لئے جانا پڑے گا لیکن ان کا آپریشن ان کے تزکیہ کے لئے ہوگا، کلوروفارم کے ساتھ ہوگا، مسلمانوں کو کافروں جیسا عذاب نہیں ہوگا، پھر کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو بھی نکال لیں گے، البتہ جنت میں جانے کے بعد بھی ان کی پیشانی پر کچھ عرصہ تک جہنمی لکھا رہے گا:

((یُخْرَجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ فَیَسَمُّوْنَ فِی الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِیُّوْنَ فَیَدْعُوْنَ اللهَ تَعَالٰی اَنْ یُّحَوِّلَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ فَیَمْحُو اللهُ عَنْهُمْ

اخرجه الطبرانی فی الاوسط: ج ۵ ص ۳۴۶))

(البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ للسیوطی کا اردو ترجمہ۔ آخرت کے عجیب و غریب حالات: ص ۵۶۳)

لیکن اس سے کوئی کسی کا مذاق نہیں اڑائے گا، کوئی ہنسے گا نہیں۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا نام تبدیل کر دیا جائے تو اللہ ان کا یہ نام بھی مٹا دے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی انکساری

لیکن حضرت حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے اللہ! جہاں جنتی اپنی جوتیاں اتاریں گے اشرف علی کو وہیں جگہ دے دیجئے اور اس کا بھی مجھے حق نہیں لیکن چونکہ دوزخ کی آگ کی برداشت نہیں، اس لئے اے اللہ! اشرف علی کو جنتیوں کی جوتیوں میں ڈال دیجئے۔ بتایئے! یہ کون کہہ رہا ہے؟ جس کی ڈیڑھ ہزار تصانیف ہیں، مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب اور بڑے بڑے علماء علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی جیسے لوگ جس سے بیعت ہوں۔ واقعی بات یہ ہے کہ جس کو اللہ کی پہچان ہو جاتی ہے وہ اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے تھے کہ مجھے کبھی بڑائی نہیں آتی، الحمد للہ، ہر وقت یہ غم رہتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ دوستو! یہ وہ ہیں جنہوں نے ہزاروں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن کی ساری زندگی زہد و تقویٰ اور عبادت میں گذری ہے، بڑے بڑے علماء جن سے بیعت ہیں، وہ فرماتے تھے کہ مجھے ہر وقت یہ غم کھائے جاتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ خیر! تو کتنی آسانی ہوگئی کہ صرف دو رکعات نفل پڑھ کر ہمارا شمار تہجد گذاروں میں ہو جائے، کتنا بڑا انعام ہے اور اگر کسی کی تین بجے رات کو آنکھ کھل گئی تو پھر چار چھ آٹھ رکعات جو معمول ہے، وہ بھی پڑھ لیں۔

تدبیر کرنے سے پہلے اللہ سے مانگنے کا معمول بنالیں

آپ لوگوں کے سامنے میں نے سورۂ ملک کی جو آیت تلاوت کی ہے

اس کی تفسیر عرض کرتا ہوں، تَبٰرَكَ الَّذِیْ بہت ہی برکت والی ذات ہے بِیَدِهِ الْمُلْكُ جس کے قبضہ میں سارا عالم ہے۔ لہٰذا جو بھی حاجت ہو، پہلے اللہ سے عرض کرو۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، عربی زبان میں ان کی ایک تصنیف الیواقیت و الجواھر ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے، بچہ بیمار ہو یا کوئی کاروباری کام ہو، کسی قسم کی پریشانی ہو، غرض کوئی بھی الجھن آ گئی ہو تو پہلے کسی مخلوق سے مت کہو، یہاں تک کہ اگر بیماری آ جائے تو ڈاکٹر سے بھی مت کہو، پہلے وضو کر کے دو رکعات پڑھ کر اللہ میاں سے کہہ دو کہ یا اللہ! میں ڈاکٹر کے یہاں جا رہا ہوں، جو دوائیں میرے لئے مفید ہوں وہ اس کے دل میں ڈال دے اور ان دواؤں سے مجھے شفا دے دے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی دعا جس نے اسباب کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹایا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو رَد نہیں فرماتے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ میری دعا قبول ہو جائے اور رَد نہ ہو تو اسباب کا دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے دو رکعات پڑھ کر جو سارے جہان کا خالق ہے، سارے جہان کا مالک ہے، جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے، پہلے اس سے کہو، پھر بے شک جو جائز اسباب ہیں ان کو بھی اختیار کر لو۔ حدیث میں آتا ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَى اللهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيَقُلْ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ۔۔۔ رواه الترمذی و ابن ماجة))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب ما جاء فی صلوٰۃ الحاجۃ، ص ۱۱۷)

اگر تم کو انسانوں سے کوئی حاجت ہو یا اللہ سے کوئی حاجت ہو تو دو رکعات نماز صلوٰۃ الحاجت پڑھو اور جو مسنون دعا ہے وہ پڑھو، جب تک وہ دعا یاد نہ ہو اس وقت تک اُردو میں ہی کہہ دو، بندہ اللہ سے جُڑا رہے تو دنیا میں بھی اس کا سکون ہے، اس کے بعد اپنی جو بھی حاجت ہے، اللہ سے عرض کر دو۔

مالداری کے ساتھ ولایت جمع ہوسکتی ہے

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مالدار آدمی ولی اللہ ہو ہی نہیں سکتا، ولی اللہ بننے کے لئے آدمی کو بالکل حقیر اور غریب ہونا چاہیے، اس کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ بھی تھے اور ولی اللہ بھی تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی تھے، تو جب بادشاہت کے ساتھ نبوت جمع ہوسکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی دوستی مالداری کے ساتھ کیوں نہیں جمع ہوسکتی؟ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک کشتی کو کوئی دو گز گہرے پانی میں چلاتا ہے اور کوئی ایک ہزار گز گہرے پانی میں چلاتا ہے، بس یہ شرط ہے کہ پانی نیچے رہے، کشتی میں نہ گھسنے پائے، جب پانی کشتی میں گھس گیا تو کشتی کیسے بچے گی؟ ڈوب جائے گی۔ تو دنیا کماؤ، کروڑ پتی ہو جاؤ یا ارب پتی لیکن دنیا دل کے باہر ہو، جیسے پانی کشتی میں گھسے تو کشتی کی خیر نہیں ایسے ہی اگر دنیا دل میں گھسی تو ایمان کی خیر نہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کے قلب میں دنیا گھس جائے، سارے عالم کے مرشدین اور رہنما اس کو ہدایت نہیں دے سکتے، اور جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے دنیا کی محبت سے پاک کر دیا ہو تو اگر ساری دنیا کی گمراہ کرنے والی طاقتیں اس پر محنت کریں، پھر بھی وہ گمراہ نہیں ہوسکتا:

((مَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا لَا يَهْدِيْهِ جَمِيْعُ الْمُرْشِدِيْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا لَا يُفْسِدُهٗ جَمِيْعُ الْمُفْسِدِيْنَ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب الرقاق؛ ج۹ص ۴۰۳)

جب کشتی میں پانی گھس جاتا ہے تو جو کشتی چلانے والا ہوتا ہے وہ بالٹی بھر بھر کے سارا پانی باہر پھینک دیتا ہے، تو جس کے دل میں دنیا کا پانی گھس گیا ہو وہ کسی اللہ والے کے روحانی ہسپتال میں جائے، ان سے دوستی اور تعلق رکھے، ان کی

صحبتوں کی برکت سے ان شاء اللہ، ان کا قلب اس کے قلب کا سب پانی نکال دے گا، اس کا قلب خود بخود صاف ہوجائے گا، اہل اللہ اپنے دل سے بھی دوسرے کے دل کی اصلاح کرتے ہیں۔اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا ؎

مرا دل ان کے دل کو اپنے دل میں
عجب انداز سے چپکا رہا ہے

اللہ والوں کی صحبت کی خاصیت کی مثال

اللہ والے اپنے ساتھیوں سے دل سے محبت کرتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کی اصلاح کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ سے روتے ہیں، ان کی صحبت میں اللہ تعالیٰ خاصیت رکھتے ہیں، جیسے کریلے میں خاصیت ہے کہ اس کے کھانے سے شوگر نارمل ہوجائے، مقناطیس میں کھینچنے کی خاصیت ہے، اب یہ نہ پوچھیں کہ یہ خاصیت کیوں ہے؟ بس اللہ نے یہ خاصیت رکھی ہے، کسی بھی سائنسدان سے پوچھ لیں کہ مقناطیس میں کھینچنے کی خاصیت کیوں ہے؟ وہ یہی کہے گا کہ قدرت نے رکھی ہے لہٰذا اللہ والوں کی صحبتوں میں اللہ نے خاصیت رکھی ہے کہ ان کی صحبتوں کی برکت سے دل بدل جاتے ہیں، انقلاب آجاتا ہے ؎

تُو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں، پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کر دیا

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت پیارے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ مسٹر تھے، لکھنؤ میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ایک مرتبہ لکھنؤ میں اپنا مرغا بیچنا چاہا جو بچوں کو کاٹتا تھا تو چپراسی کو کہا کہ بھئی! بازار لے جا کر میرا مرغا بیچ دو، بچوں کو کاٹتا ہے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ حدیث میں حکم ہے کہ جو سودا بیچنا ہو اس کا عیب بتانا ضروری ہے ورنہ حرام ہوجائے گا۔تو انہوں نے سوچا کہ پتا نہیں چپراسی یہ عیب بتائے گا یا نہیں؟ قیامت کے دن تو اللہ مجھ سے پوچھے گا۔ یہ واقعہ

ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے فرمایا، ہمارے بیچ میں کوئی اور راوی نہیں ہے۔ ڈپٹی کلکٹر مرغا بغل میں دبائے اللہ کے خوف سے لکھنؤ کے فٹ پاتھ پر بیٹھا ہوا ہے، اب جو خریدار آئے، اس کو کہہ رہے ہیں کہ جناب! یہ مرغا کاٹ لیتا ہے، ویسے دس روپے کا ہے مگر عیب کی وجہ سے میں پانچ روپے میں دے دوں گا۔ اس کو کہتے ہیں ایمان، اللہ کے حکم کے آگے ہماری کیا قیمت ہے؟

دیکھئے! صحبت کا کیسا اثر ہوا، اچھی صحبت سے ایسا انسان جو نفس و شیطان سے مغلوب ہو، وہ کیسے آہستہ آہستہ ان پر غالب آجاتا ہے، اس کو اس مثال سے سمجھئے۔ ایک کمزور آدمی کسی محلے میں رہتا ہے جہاں شرارتی لڑکے اس کی کھوپڑی پہ چپت مارا کرتے ہیں، جب وہ بے چارہ پھل یا سبزی لینے تھیلا لگا کر نکلا یا کسی ضروری کام سے تو دو تین نالائق نکلے اور اُسے چپت ماردی، وہ بے چارہ روتا ہوا چلا آیا۔ اُس نے ایک پہلوان سے پوچھا کہ میں کمزور ہوں، کچھ لڑکے مجھے مارا کرتے ہیں، پٹائی کرتے ہیں، تو آپ کے پاس کوئی ایسی ترکیب ہے کہ میری کمزوری دُور ہوجائے اور میں طاقتور ہوجاؤں اور دشمن مجھے دیکھ کر ڈرنے لگے تو اُس نے کہا کہ ہاں! اکھاڑے میں آؤ، ہمارے ساتھ ڈنڈ بیٹھک کرو، روزانہ بادام اور دودھ پیا کرو۔ چھ مہینے اس نے بادام اور دودھ پیا اور ڈنڈ بیٹھک کی، استاد نے کچھ داؤ پیچ بھی سکھا دیئے، ورزش اور مقویات سے اس کا سینہ تَن گیا، اب اس کی بدلی ہوئی چال دیکھ کر جو چپت مارا کرتے تھے، وہ ڈرنے لگے کہ کہیں ہم سے پچھلی چپتوں کا بدلہ نہ لے لے۔ بالکل یہی حال اُن لوگوں کا ہے جن کی روحانیت کمزور ہوگئی اور نفس و شیطان اُن پہ غالب ہوگئے، نماز روزہ سب چھڑوا دیا۔ ان کو چاہیے کسی پہلوان کے پاس جائیں، کون سے پہلوان؟ کیا بھولو کے پاس یا محمد علی کلے کے پاس جاؤ گے، ارے! اللہ والے جو روحانی پہلوان ہیں، ان کے پاس جاؤ، ان کے اکھاڑوں میں بیٹھو، اکھاڑے کا

مطلب ہے کہ ان کی مجلس میں بیٹھو، جیسے ابھی آپ لوگ بیٹھے ہیں، اور روحانی مقویات کھاؤ یعنی کچھ اُن سے اللہ کا نام سیکھ لو۔

آپ کہیں گے یہی مشکل کام آپ بتا دیتے ہیں، ہم کو تو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے، ایک بزنس مین، سیٹھ نے کہا کہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! عزرائیل علیہ السلام جب آئیں گے تو آپ سے پہلے پوچھیں گے کہ سیٹھ صاحب! اگر آپ کے پاس فرصت ہو تو میں آپ کی روح نکال لوں؟ میں نے اس سے کہا کہ دیکھو! تم یہ کہتے ہو کہ گاہک اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، اس لئے گاہک کے لئے سب سامان اپنی دکان میں سجا کر رکھتے ہو کہ نہ جانے کب آجائے، تو گاہک کے لئے تو تیاری اور موت کو بھول گئے، تمہارے ہی دو جملے ہیں تو گاہک کے ساتھ موت کی بھی تیاری رکھو۔

دکان کھولنا بندے کا اور گاہک بھیجنا اللہ کا کام ہے

میں یہ کہتا ہوں چودہ سو چالیس منٹ روزانہ اللہ تعالیٰ جینے کو دیتا ہے، اس زندگی کے پیدا کرنے والے اپنے مالک کو صرف چالیس منٹ دے دو، چودہ سو منٹ اپنے کھانے کمانے کے لئے رکھ لو، اپنی فیکٹری، کاروبار کے لئے رکھ لو، صرف چالیس منٹ اس مالک کو دے دو جس نے تمہیں زندگی دی ہے، جس نے تمہیں آنکھ میں روشنی دی، جس نے تمہیں تجارت کی صلاحیت دی۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کمایا، میں نے وہ کمایا تو آپ کیا کما سکتے ہیں؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہوتا ہے ورنہ دو آدمیوں کو جن کی قابلیت ایک جیسی ہو مثلاً دونوں B.Com. ہوں، دونوں ایک جیسے سرمایہ سے، پانچ دس لاکھ سے ایک ہی چیز کا کاروبار کریں، اور دونوں پاس پاس ہیں، اب جب گاہک آتا ہے تو سوچتا ہے کہ میں اِس دکان میں جاؤں یا اُس دکان میں، یہ قدم کون اُٹھا دیتا ہے کہ

فلاں کے یہاں جاؤاور دوسرا تکتا رہ جاتا ہے۔سرمایہ وہی، قابلیت وہی، مال وہی لیکن ایک کے پاس کیوں نہیں آیا؟ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے، جس کا چاہے رزق بڑھادے جس کا چاہے نہ بڑھائے۔تو چالیس منٹ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیا تو آپ کے چودہ سو منٹ مزیدار ہو گئے، بالطف ہو گئے۔

بالطف زندگی کا قرآنی نسخہ

لوگ سمجھتے ہیں ملّا بننے سے دنیا بے لطف ہو جائے گی، میں واللہ! قسم کھاتا ہوں کہ یہ سمجھنا محض قرآن شریف کے حقائق سے نادانی ہے۔ اللہ پاک تو فرماتے ہیں کہ اگر تم ایمان لاؤ اور اعمالِ صالحہ کرو:

﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

(سورۃ النحل: آیۃ ۹۷)

تو ہم تم کو ضرور ضرور بالطف زندگی دیں گے۔اتنا تو ہمیں معلوم ہے کہ اللہ کا کلام سچا ہے، جو زندگی کا خالق ہے وہ فرمارہا ہے کہ بالطف، مزیدار زندگی ہم اس کو دیں گے جو نیک عمل کرے گا، اور ہمیں شیطان کہتا ہے کہ مزے کے لئے ٹی وی دیکھو، ننگی فلمیں دیکھو، گناہ کرو، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ کا مزہ ایسا ہے جیسا خارش کا مزہ، تھوڑی دیر تو بڑا مزہ آتا ہے حتیٰ کہ حکیم الامت کے وعظ میں ہے کہ ایک شخص نے بتایا کہ خارش کرتے وقت ایسا لگتا ہے جیسے میری شادی ہو رہی ہے، شامیانہ لگا ہے، دعوتِ ولیمہ ہے، قورمہ، بریانی پک رہی ہے اور تمام مہمان بیٹھے ہیں۔ پھر جب کھجلاتے کھجلاتے خون نکل آیا، مرض اَور بڑھ گیا، کھال خراب ہو گئی، جلن اور سوزش پیدا ہو گئی، اس کے بعد کہتا ہے کہ اُف! اب تو کھال بہت جل رہی ہے، معلوم ہوتا ہے کوئی آندھی آئی جس سے میری بیوی بھی مر گئی، شامیانہ بھی اُجڑ گیا، بریانی کی دیگ بھی سب ختم، اب کچھ نظر ہی نہیں آرہا۔ اسی طرح گناہ میں تھوڑی دیر کی لذت اور چوبیس گھنٹے کے لئے پریشانی ہے،

مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا شعر یاد آیا ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گنہگار کی دنیا بہت اندھیری، نہایت بھیانک ہوتی ہے پھر سکون کیسے مل سکتا ہے؟ جب اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میری یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا تو غفلت سے چین کیسے پاؤ گے؟ کیوں بھئی اس آیت پہ تو سب کو یقین ہے نا!

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾۔ (سورۃ الرعد: آیۃ ۲۸)

اللہ پاک فرماتے ہیں میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہوگا اور تم نے تو روزہ نماز بھی چھوڑا ہوا ہے، اُلٹا گھوم رہے ہو، چین نہیں پا سکتے، اطمینان کی بجائے بے اطمینانی ملے گی، چین کے بجائے بے چینی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی عجیب شان

ایسی قدرت والی ذات، اللہ کو ناراض کر کے چین کا خواب دیکھتے ہو؟ جس کے قبضے میں سارا عالم ہے، لہٰذا اُن سے رشتہ کاٹو گے تو سارے عالم سے کٹ جاؤ گے اور اگر اللہ کو راضی کر لیا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

جو تُو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تُو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ اللہ کی ذات برکت والی ہے، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تمام چیزوں پر اللہ قادر ہے۔ اس پر ایک بات یاد آئی:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط﴾۔ (سورۃ الاعراف: آیۃ ۱۵۶)

یہ قرآن پاک کی آیت ہے کہ اللہ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ایک مرتبہ ابلیس انسان کی شکل میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں بھی جنت میں جاؤں گا، شیخ نے فرمایا کہ تُو تو مردود ہے، تُو جنت میں کیسے

جائے گا؟ کہا میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ میں جنت میں جاؤں گا **وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ** اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہر شے پر میری رحمت وسیع ہے تو کیا میں شے نہیں ہوں؟ دیکھئے شیطان کا مناظرہ! کہتا ہے میں بھی تو شے ہوں، چیز ہوں، تو مجھے بھی رحمت گھیر لے گی۔ شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خبردار! اس کمبخت سے بحث مت کرنا، یہ شیطان ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے مزید جواب نہیں دیا کیونکہ شیطان سے بحث کا دروازہ کھل جاتا، جو مضر تھا لیکن میرے قلب میں اس کا جواب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے آ گیا، حضرت کا بڑوں کا ادب دیکھئے۔ فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شیطان کو بھی وسیع ہوگی لیکن اس کی صورت یہ ہوگی کہ شیطان کو جو عذاب اللہ میاں دیں گے مثلاً دوزخ کی ایک سوڈگری، تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ دینے پر قادر ہیں کہ دوسوڈگری سے عذاب دیں، اگر قادر نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آتا اور اللہ کے لئے عاجزی محال ہے لہٰذا دوسوڈگری کی طاقت رکھتے ہوئے ایک سوڈگری کا عذاب دیا جائے گا، تو یہ کیا اللہ کی رحمت نہیں ہے؟ دیکھو کیسا جواب دیا!

موت کی حیات پر تقدیم کی وجہ

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ﴾

(سورة الملك: آية ٢)

جس (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ (ترجمہ از بیان القرآن)۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ میاں نے موت کا تذکرہ پہلے کیوں کیا؟ زندگی پہلے آتی ہے، موت تو بعد میں آتی ہے۔ تو فرمایا کہ جس شخص کی زندگی کے سامنے موت کا تصور ہوگا اس شخص کی حیات صحیح معنوں میں حیات ہوگی یعنی

جس پردیسی کے سامنے اپنا وطن ہوگا، وطن کی فکر ہوگی تو وہ وطن کی تیاری کرے گا۔
یہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی میں بھی لکھا رکھی تھی:

((اِنَّ خَاتِمَ عُمَرَ نَقْشُهٗ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَّا عُمَرُ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)، ج۱۲ ص ۲۶۲؛ رقم الحدیث ۳۵۸۱۳)

موت کی یاد نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک دن اللہ کے پاس جانا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک رئیس کے یہاں گئے تو دیکھا کہ بڑے بڑے قالین بچھے ہوئے ہیں اور سنہری رنگ کی چادریں اور مسہریاں بچھی ہیں، تو خواجہ صاحب نے فرمایا ؎

ترا یہ خانۂ رنگیں، ترا یہ بسترِ زرّیں
بفرشِ خاک سونا ہے تجھے زیرِ مزار آخر

یعنی یہ رنگین گھر اور سنہرے بستر چھوڑ کر تمہیں ایک دن قبر کے اندر مٹی پر ہی سونا پڑے گا، چاہے دو ہزار گز کا بنگلہ بنالو لیکن مرنے کے بعد دو گز ہی زمین ملے گی۔

ہمارے یہاں خانقاہ میں نعمانی صاحب رہتے تھے، ایک دفعہ میں نے ان سے کہا کہ ایک آدھا پلاٹ آپ بھی کراچی میں لے لیجیے تو کہا کہ یہ دعا کرو وہ جو دو گز کا پلاٹ ہے، یعنی قبر، وہ ٹھیک ہوجائے، ماشاء اللہ! آخر میں جب ان کے انتقال میں ایک دن رہ گیا تو میرے پوتے ابراہیم وغیرہ کو بلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاتھ اٹھاؤ، میرے لئے دعا کرو۔ اب پانچ چھ سال کے چھوٹے بچے کے ہاتھ اٹھوادیئے، پھر کہتے تھے کہ کہو یا اللہ! اس بڈھے کو معاف کردے، اور پھر روتے تھے، چھوٹے چھوٹے بچوں سے دعا کراتے رہے، اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف طاری ہوگیا تھا۔ پھر اچھا خاتمہ ہوا، کلمہ پڑھتے پڑھتے اللہ کے پاس چلے گئے۔ وہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا چنانچہ کسی کی محتاج بھی نہیں ہوئی، بیوی کا انتقال پہلے ہوگیا تھا۔

پردیس کی رنگینی میں وطنِ اصلی کو یاد رکھیں

تو اللہ تعالیٰ نے پہلے موت کو بیان فرمایا کہ تم کو پردیس میں بھیج رہا ہوں اور تمہیں لوٹ کر پھر میرے پاس آنا ہے، ایسا نہ ہو کہ پردیس کی رنگینیوں میں وہیں پھنس کر رہ جاؤ۔ اسی لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر کہا تھا جب وائسرائے کی آمد پر لکھنؤ کو خوب سجایا گیا تھا، میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھنؤ میں تھے، بہت خوبصورت آرائشی دروازے بنائے گئے تھے اور خوب پھول پتیاں لگی ہوئی تھیں، خواجہ صاحب نے ہمارے شیخ سے فرمایا کہ حضرت! سارا لکھنؤ دلہن کی طرح سجایا گیا ہے، اس پر ابھی ابھی ایک شعر بن گیا ہے ؎

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ اندازِ بہار آئی ہے

دنیا کی ہر چیز پر خزاں آنے والی ہے، مکان کو دیکھ لو! پانچ سو سال کے بعد کیا ایسا شاندار رہے گا؟ رہنے والوں سے پوچھا جائے کہ یہ مکان کس نے بنایا تھا تو وہ کہیں گے ہمیں معلوم نہیں، تین پشت کے بعد کسی کو اپنے دادا کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ لوگ کہتے ہیں اولاد کے لئے مکان بنا کر جاؤ کہ میرا نام چلے، نام کچھ نہیں چلتا، سب دھوکہ ہے۔ کبھی صیاد پنجرے کی تیلیوں کو رنگین کر دیتا ہے اور دانہ بھی مختلف رنگ کا کر دیتا ہے تاکہ قیدی پرندہ کو چمن یاد نہ آئے، ایسے ہی شیطان بھی ہمارے سامنے خوبصورت عورتیں اور مکان، دکان، کاروبار کو اتنا مزین کر دیتا ہے کہ ہمیں آخرت یاد ہی نہ آئے کہ کبھی وہاں بھی جانا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو بھئی! زندگی ایک دن ضرور گزرنی ہے، آخرت میں جب پیشی ہوگی تو ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہوگا ؎

یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا

جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا؟
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ڈھاکہ میں ایک شخص نے سنایا تھا ؎

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

کیا شعر کہا ظالم نے!

اللہ کے عاشقوں کی مرنے کے بعد کی سلطنت

مولانا بدرِ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں دفن ہیں، کئی دفعہ دوسرا مردہ دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کھودی گئی مگر ان کا جسم صحیح تھا، سڑتا ہی نہیں، اللہ کے عاشقوں کی کیا شان ہے! اللہ پر ایمان لاؤ، تین دفعہ حکومت نے چھ چھ مہینے پر اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ بڑے میاں ایسے ہی لیٹے ہوئے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا کہ وہاں سرکاری طور پر آرڈر آ گیا کہ اس قبر کو اَب مت چھیڑو! یہ اللہ کے کسی عاشق کی قبر ہے۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایسا ہی معاملہ ہوا تھا کہ ۲۳۰ سال کے بعد بھی آپ کا جسمِ مبارک بالکل صحیح سالم تھا۔ بغداد میں ایک شخص نے وصیت کی کہ مجھے امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن کرنا، جب اس کو دفن کرنے لگے تو قبر کھودتے ہوئے گینتی برابر والی قبر کو لگ گئی:

((وَ كُشِفَ لَمَّا دُفِنَ بِجَنْبِهٖ بَعْضُ الْاَشْرَافِ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِمِائَتَيْنِ وَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً فَوُجِدَ كَفَنُهٗ صَحِيْحًا لَّمْ يَبْلَ وَ جُثَّتُهٗ لَمْ تَتَغَيَّرْ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛باب مقدمۃ المؤلف ؛ ج۱ص۱۷)

دوصدیوں کے بعد بھی جسم ویسے ہی تھا جیسے ابھی دفن کیا گیا ہو اور کفن بھی بالکل تازہ تھا۔ اللہ کے عاشقوں کی سلطنت تو دیکھو! یہی کہتا ہوں کہ بادشاہ بھی مر رہے ہیں، عام آدمی بھی مر رہا ہے مگر کسی کا نام باقی نہیں لیکن سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا نام چل رہا ہے کہ اللہ کے نام پر بادشاہت اور سلطنت چھوڑی تھی، آج تفسیروں میں ان کا نام آرہا ہے یعنی اللہ کے کلام کی تفسیر میں سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لائے ہیں ؎

اب میرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

یہ شعر وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر بھی ہے کہ اے نبی! جب لوگ مجھے یاد کریں گے تو تجھے بھی یاد کریں گے، جب اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہیں گے تو اشھد ان محمد رسول اللہ بھی ساتھ ہی ہوگا۔ یہ ہے وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر، یہ درِ منثور میں لکھا ہوا ہے: (تفسیر الدر المنثور ج۸ ص۵۴۷) خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی، وہی اس کی تفسیر فرما رہے ہیں:

((اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَقُوْلُ رَبُّكَ اَتَدْرِیْ كَیْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ))

(فتح الباری: (دار الکتب العلمیۃ۔بیروت)؛ ج۹ص۶۱۷)

کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا ہے کہ میں نے آپ کا نام کیسے بلند کیا؟ تو میں نے کہا اللہ زیادہ علم والا ہے، اللہ نے فرمایا: اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ جب میں یاد کیا جاؤں گا تو میرے نام کے ساتھ تیرا بھی نام آئے گا۔ آج اولیاء اللہ کے تذکرے ہو رہے ہیں، جنہوں نے اللہ کے نام پر جان دی، کیسے کیسے ان کے تذکرے ہو رہے ہیں۔

نماز پڑھنے میں سستی کا علاج

تو لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں جانچے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے؟ یہاں دنیا میں کیا اللہ نے کرکٹ کھیلنے کے لئے بھیجا ہے؟ کوڑا کرکٹ میں پڑے ہوئے ہو، کرکٹ کو میں کوڑا کرکٹ کہتا ہوں اور مارکیٹ کو مارپیٹ کہتا ہوں، میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

اللہ والے بن کر رہو اور دنیا سے باعزت چلے جاؤ، کماؤ مگر حلال کماؤ، حلال کمانا منع نہیں ہے لیکن کوئی ضروری ہے کہ نماز چھوڑ کر کماؤ، نماز کا وقت آئے نماز پڑھو، دل نہیں چاہتا تب بھی پڑھو، تم دل کے غلام نہیں ہو، تم اللہ کے بندے ہو۔ اگر دل کہتا ہے کہ نماز نہیں پڑھنی تو دل کو ایک طمانچہ لگاؤ، تنہائی میں اپنے کان پکڑو، دل سے کہو چلنا پڑے گا۔ اگر تاجر ہو اور سیزن بھی حج کا ہے، تمہیں نزلہ زکام بخار بھی ہے مگر سب گاہک بیٹھے ہوئے ہیں، ٹیلی فون آرہے ہیں، وہاں کیوں جاتے ہو؟ جانے کا دل تو نہیں چاہ رہا۔ دنیا کے لئے دل نہ چاہنے پر بھی کمائی کر رہے ہو، آخرت کے لئے بھی یہی سوچ لو۔ نماز کو دل نہ چاہے تو دل سے کہو میں تیرا بندہ نہیں ہوں، اللہ کا بندہ ہوں، اے دل تُو چاہے یا نہ چاہے، تجھے مسجد جانا پڑے گا۔

ایک بزرگ بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے ”نہ میں تیرا بندہ نہ تُو میرا خدا، تیرا کہنا کیوں مانوں؟“ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ لگا دیا کہ آپ کفریہ بات کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ مولوی صاحب! کچھ ہوش کی بات کرو، مجھ سے یہ تو پوچھو کہ یہ میں کس سے کہہ رہا ہوں، میں یہ اپنے نفس سے کہہ رہا ہوں، نفس کہہ رہا تھا کہ آج اس وقت نماز مت پڑھو، میں اپنے نفس سے کہہ رہا ہوں کہ نہ تُو میرا خدا نہ میں تیرا بندہ، میں تیرا کہنا نہیں مانوں گا، نماز پڑھوں گا۔

جس کو سستی لگے بس اپنی بیٹری چارج کرلو، ایک سیکنڈ کا انجکشن لگا لو کہ ایک دن قبر میں لیٹنا ہے، قبر میں تمہارے کاروبار کا پتا چلے گا کہ کس سے کیا لین دین ہورہا ہے، ایک سیکنڈ کا بہترین انجکشن ہے۔ کسی کو گناہ کا تقاضا ہو فوراً نفس کو انجکشن لگاؤ، آنکھ بند کرکے سوچو کہ جن اعضاء سے تم گناہ کررہے ہو، قبر میں ان کے نشانات بھی نہیں ملیں گے، قبر میں تمہارے یہ اعضاء تلاش کئے جائیں تو سب مٹی ہوجائیں گے اور قیامت تک لعنت رہے گی۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تین تفسیریں

تو اللہ نے ہمیں امتحان کے لئے پیدا کیا، امتحان کے زمانے میں کیا کوئی آدمی چین سے سوتا ہے؟ میرے بھانجے مختار میاں کا مجھے پتا چلا جب ایک مرتبہ یہ امتحان دے رہے تھے کہ آج اذان تک انہوں نے سبق یاد کیا، عشاء سے لے کر فجر کی اذان ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں ہم نے دنیا میں امتحان کے لئے بھیجا ہے، سونے کے لئے نہیں بھیجا ہے، اذان سے آنکھ نہ کھلے تو الارم لگاؤ، دعا کرکے سوؤ، ورنہ ایک سرمہ کراچی سے منگوالو، اگر سستی ہو اور آنکھ نہ کھل رہی ہو تو ایک سلائی اس کی لگالو، آنکھ میں روشنی بھی بڑھ جائے گی، دو گھنٹے تو آپ سو ہی نہیں سکتے، بہت تیز ہوتا ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تین تفسیر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں: (روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج۲۹ ص۹)

نمبر ایک: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَتَمُّ عَقْلًا وَّفَهْمًا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آزمائے کہ کون عقل مند ہے؟ عقل مند وہ ہے جو اپنے پردیس میں رہتے ہوئے وطن کی تیاری کرتا ہے، باقی ساری دنیا بے عقل ہے۔

نمبر ۲: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ۔ تاکہ اللہ تمہارا امتحان کرے کہ تم میں سے کون حرام کاموں سے بچتا ہے؟

نمبر ۳: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَسْرَعُ اِلٰى طَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔ تم میں سے کون اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف تیز دوڑتا ہے؟

ہماری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے؟

ان تین پرچوں کے امتحان کے لئے ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے، اور ہم لوگوں نے زندگی کا مقصد کیا سمجھا ہے؟ کہ رات کو بریانی شامی کباب اُڑاؤ اور صبح لیٹرین میں جمع کردو، ایک طرف سے درآمد کرو دوسری طرف سے برآمد، Import اور Export کا آفس اپنے کو سمجھ رکھا ہے۔ کیا انسانیت کا یہ مقام ہے؟ کیا ہم کو اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے؟ سوچو اس کو:

((اِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ))

(احیاء علوم الدین للغزالی: (دار المعرفۃ بیروت)؛ ج ۳ ص ۲۰۴)

ساری دنیا آپ کی خدمت میں لگی ہوئی ہے، یہ چاند، سورج، آسمان، زمین، سمندر، پہاڑ ساری دنیا سے آپ کی روٹی بنتی ہے، سورج کی شعاعوں سے خلیجِ بنگال سے مون سون اُٹھتی ہے، ہمالیہ پہاڑ سے ٹکرا کر بارش ہوتی ہے، چاند کی وجہ سے سمندر کا پانی کنٹرول میں رہتا ہے، سورج کی وجہ سے غلہ پکتا ہے، ساری دنیا آپ کی خدمت میں لگی ہے، اور آپ اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ کی تفسیر

پھر فرمایا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ عزیز کے معنی ہیں زبردست طاقت والا:

((اَلْقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّلَا يُعْجِزُهٗ جَلَّ شَاْنُهٗ شَيْءٌ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ الھود؛ ج ۱۲ ص ۴۰۱؛ سورۃ الملک؛ ج ۲۱ ص ۱۳۶)

عزیز وہ ذات ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت کو کوئی عاجز نہیں کرسکتا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ننانوے ناموں میں سے یہاں غفور سے پہلے عزیز کیوں نازل کیا؟ پھر اس کا جواب دیتے ہیں کہ جو

معاف کرتا ہے اگر وہ زبردست طاقت والا ہے تو اس کی معافی کی عزت زیادہ ہوتی ہے، مثلاً ایک آدمی کمزور ہے، ٹائفائیڈ میں مبتلا ہے، اس سے اُٹھا ہی نہیں جاتا، اُٹھتا ہے تو چکر کھا کر بیٹھ جاتا ہے، وہ اگر کسی کو معاف کرتا ہے تو وہ ہنستا ہے کہ اگر معاف نہ کرو گے تو آپ ہمارا کر کیا لو گے؟ اور ایک باکسر ہے جیسے محمد علی کلے ہے، اس سے کسی کی لڑائی ہوگئی اور باکسر نے کہا کہ جاؤ! میں نے معاف کر دیا، تو آدمی سوچتا ہے کہ اگر یہ ایک گھونسہ مارتا تو جمال گوٹے والا کام شروع ہو جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کی وقعت کے لئے عزیز نازل کیا کہ بہت زبردست طاقت والے کی طرف سے تمہاری مغفرت ہو رہی ہے، اس لئے قدر کرو۔

مرنے کے بعد گھر کی تختی بدل جاتی ہے

اب آخر میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر سن لو جس میں دنیا کا نقشہ خواجہ صاحب نے کھینچا ہے، اس شعر کو محض شاعری مت سمجھنا، یہ وعظ ہے، نصیحت ہے، ایسے نصیحت والے اشعار کی بخاری شریف میں تعریف آئی ہے:

((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛باب ما یجوز من الشعر والرجز؛ ج ۲ ص ۹۰۸)

دیکھئے گا کہ دنیا کا کتنا عمدہ منظر کھینچا ہے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ خلیفہ فرماتے ہیں، ایک بزرگ، اللہ والے کا شعر سنئے ؎

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریبِ خوابِ ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

آنکھ بند ہوئی اور قبرستان میں دفن ہوئے تو بیٹے صاحب نے تختی بدل دی، ابّا کی

تختی ہٹادی، تختیاں بدلتی رہیں گی اور تمہارے اوپر تختے لگ جائیں گے۔ قبر میں جب آپ کو تختہ سے دبادیا تو بیٹے صاحب نے وہاں مٹی دے کر فوراً اپنی تختی لکھوائی۔ دیکھا آپ نے! یہ ہوتا ہے، تختیاں بدلتی ہیں، مکان پر تختی بدلتی ہے اور قبر میں تختے رکھے جاتے ہیں، سب گھر والے خاموشی سے دفن کر کے آگئے۔ اب مردہ سے پوچھو کہ بھئی! تمہارا کاروبار، بیوی بچے، فیکٹری قالین کیا ہوئے؟ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا میں جن لوگوں کو بہت مالدار دیکھتے ہو، ان کا حال سن لو؎

کسی کو رات دن سرگرمِ فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکرِ گوناگوں میں ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اِک مجذوب کو اس غمکدے میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

دنیا کی نعمتوں میں بھی لذت اللہ کے نام سے ہے

دوستو! اگر آپ اللہ سے تعلق قائم کرلیں تو یہ آپ کی نعمتیں اَور لذیذ ہوجائیں گی، پھر آپ کی ہر سانس رشکِ جنت ہوگی، خواجہ صاحب نے فرمایا؎

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

جو اللہ جنت میں تمام نعمتیں پیدا کرتا ہے، جہاں دودھ کی نہر ہے، شہد کا دریا ہے، پاک شراب کے دریا ہیں، حوریں ہیں جن کے قرآنِ پاک اور حدیثوں میں ایسے نقشے کھینچے گئے ہیں کہ اس کی مثل کوئی نہیں ہے کہ کسی حور کا دوپٹہ اگر آسمان کے نیچے دنیا میں اتر جائے تو سورج چراغ کی مانند لگے گا، اگر اس کا ہاتھ ظاہر ہوجائے تو دنیا ایسے روشن ہوجائے جیسے سورج کے نکلنے سے روشن ہوتی ہے، اور اگر سمندر میں تھوک دے تو سات سمندر اس کے تھوک سے شہد کی طرح میٹھے ہوجائیں:

((اِنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَوْ بَصَقَتْ فِیْ سَبْعَةِ اَبْحُرٍ لَّکَانَتْ تِلْكَ الْاَبْحُرُ کُلُّهَا اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَلَوِ اطَّلَعَتْ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَیْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِیْحًا وَّلَنَصِیْفُهَا عَلٰی رَأْسِهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَلَوْ اَنَّ یَدًا مِّنَ الْحُوْرِ دُلِّیَتْ مِنَ السَّمَاءِ لَاَضَاءَتْ بِهَا الْاَرْضُ کَمَا تُضِیْءُ الشَّمْسُ لِاَهْلِ الدُّنْیَا))

(تفسیر المظھری:(رشیدیہ)؛سورۃ الرحمٰن؛ ج۶ص ۵۰۶)

(البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ للسیوطی کا اردو ترجمہ۔آخرت کے عجیب وغریب حالات:ص ۶۴۸)

اور جنتی مردوں اور عورتوں کی آنکھیں مثل ہرن کی آنکھوں کے ہوں گی:

((اَلْحَوَرُ اَنْ تَسْوَدَّ الْعَیْنُ کُلُّهَا مِثْلَ أَعْیُنِ الظِّبَاءِ وَالْبَقَرِ))

(تفسیر القرطبی:(دار الکتب المصریۃ)؛سورۃ الدخان؛ ج۱۶ص ۱۵۳)

اس کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ جو انسان دنیا میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو دنیا کی اور جنت کی ساری لذتوں کا اگر ایک کیپسول بنایا جائے وہ ہے اللہ میاں کا نام، جو حوروں کو حسین پیدا کرسکتا ہے خود ان کے نام میں کیا لطف ہوگا! ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔لہٰذا اللہ کا نام لو اور دونوں جہان کے مزے دنیا میں ہی لینا شروع کردو۔ایک بار اگر دل سے اللہ کا نام لے لو تو سمجھ لو کہ ساری دنیا کی لذت خدا رکھتا ہے ؎

نہ رکھتے وہ اگر لذت یہ مرغی بے مزہ ہوتی

اگر اللہ تعالیٰ مرغی میں لذت نہ رکھتے تو یہ مرغی آلو کے بھاؤ بک جاتی لیکن اللہ نے اس میں لذت رکھ دی، بکرے کے گوشت میں الگ لذت رکھی ہے۔دیکھئے! بکرے کے گوشت کی ہر جگہ کا الگ مزہ ہے، دستی کا مزہ اور رکھا، پُٹھ کا مزہ جدا رکھا، مشہور ہے کہ پائے پُٹھ تو جائے اُٹھ، یعنی جب پُٹھ کا گوشت مل جائے تو پھر قصائی کے پاس بیٹھے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔

گناہوں کا ڈبل نمونیہ اور اس کا علاج

جب اللہ تعالیٰ کا نام لوگے تو ان شاء اللہ تعالیٰ سارے عالم کا مزہ، اِس عالم کا بھی اور اُس عالم کا بھی ایک کیپسول میں مل جائے گا۔ پھر یہ کہ دنیا کی نعمتوں سے ایک حد تک ہی مزہ لے سکتے ہو مثلاً کیا ایک وقت میں دس سیب کھا سکتے ہو؟ دس بکرے کھا سکتے ہو؟ لیکن جس نے اللہ کا نام محبت سے لیا، اس نے دونوں جہان کی لذت حاصل کرلی، کروڑہا سیب کا اگر جوہر نکالا جائے تو وہ سب کچھ اللہ کے نام میں موجود ہے، اس سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں ہے مگر افسوس یہی ہے کہ ہمارا حال بلغم والے دیہاتی جیسا ہے۔ ایک دیہاتی جاہل کو اکبر بادشاہ نے اپنے محل میں دعوت پر دہلی بلایا جس نے شکار کی حالت میں کچھ احسان کیا تھا، اس کی فوج پیچھے رہ گئی تھی تو بکری کا دودھ پلا دیا تھا۔ اکبر نے اس کے لئے شاہی فیرینی منگوائی، شیر برنج بھی نام ہے، فرنی بھی نام ہے، دیہاتی زبان میں پھرنی بھی کہتے ہیں، چاول پسوا کر عرقِ گلاب، روحِ کیوڑا ڈلوا کر، چاندی کا ورق لگا کر دستر خوان پر لائی گئی۔ اس دیہاتی نے جب دیکھا تو اس نے بادشاہ کو گالی دی، دیہاتی تھا، اکبر نے بُرا نہیں مانا، دیہاتی نے کہا کمبخت! تُو نے مجھے بلغم کھانے کے لئے بلایا تھا۔

تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج اللہ و رسول کی باتیں ہمیں نعوذ باللہ! بلغم معلوم ہوتی ہیں، ہم وہی نالائق دیہاتی جنگلی ہیں، آج ہماری عقل صحیح ہوجائے اور منہ میں جو بلغم گھسا ہوا ہے اس کا علاج ہوجائے تب شربتِ روح افزا کا مزہ آئے گا۔ شربتِ روح افزا خوب برف ڈال کر کوئی پلائے اور اس کو پیاس ہی نہ ہو، ڈبل نمونیہ ہو، سینہ میں بلغم بھرا ہو، وہ کہے گا کہ معاف کرو، میں یہ نہیں پی سکتا، اس میں مزہ نہیں ہے۔ آج ہم بھی ایسے ہی روزہ نماز سے معافی مانگ رہے ہیں، ہم لوگ روحانی نمونیہ میں مبتلا ہیں، دنیا کی محبت کا ڈبل نمونیہ

ہمارے اندر گھسا ہوا ہے۔ جب آنکھ بند ہوگی تب پتا چلے گا کہ کن چیزوں سے دل بہلا رہے تھے۔ آنکھ بند ہونے میں زیادہ زمانہ باقی نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ ساٹھ سال ستّر سال عمر ہوجائے گی، مان لو نوّے برس کسی کی عمر ہوگئی، بہت اس نے صحت کا خیال رکھا، خوب ٹہل لگائی، وٹامن سی وغیرہ پیا تو بھی زیادہ سے زیادہ اسّی نوّے سال جی جاؤ گے مگر اوسط عمر یہی ساٹھ ستّر سال ہے، اس میں سے تیس سال نیند کے نکال دو، پندرہ سال بالغ ہونے کے نکال دو، باقی پچیس سال بچ گئے، یہ پچیس سال آپ کی کُل زندگی ہے جس میں آپ کچھ کر سکتے ہیں، نیک بن کر جنت بھی کما سکتے ہیں اور خدانخواستہ معصیت کی زندگی گذاری تو دوزخ کا ڈنڈا بھی موجود ہے، اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اسی پچیس سال میں سنبھل کر چلنا ہے، سمجھ گئے کہ نہیں؟ میرا شعر سنئے ؎

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حسنِ فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں

آج جو ٹیلی ویژن سے دل بہلا رہے ہیں، وی سی آر بھی دیکھ رہے ہیں، دوستو! جس وقت جنازہ دفن ہوگا، واللہ کہتا ہوں کہ حسرت کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

انتقال ہوتے ہی نیک اعمال مردے کا دل بہلاتے ہیں

قبر میں کون دل بہلانے آئے گا؟ اس لئے اللہ سے دوستی کرو، اللہ سے محبت کرو جو زمین کے اوپر بھی تمہارا ساتھ دے گا اور زمین کے نیچے بھی ساتھ دے گا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ والا انتقال کرتا ہے، جس نے دنیا میں اللہ کو یاد کیا، روزہ نماز نیک اعمال کئے تو روح نکلتے ہی ابھی اس کو دفن بھی نہیں کیا جاتا کہ اس کے عمل کو نہایت حسین شکل میں اللہ تعالیٰ اس کے کفن کے پاس کردیتے ہیں، وہ دیکھتا رہتا ہے، سمجھتا ہے کہ الحمدللہ! تنہا نہیں جارہا ہوں:

((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ ...... وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ اَحْسَنُ الْوَجْهِ حُسْنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ .... رواہ احمد))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛باب مایقال عندمن حضرہ الموت؛ص ۱۴۲)

وہ مردہ پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ کہتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں، روزہ ہوں، نماز ہوں، تلاوت ہوں، عمرہ ہوں، حج ہوں، مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میرا بندہ اکیلا نہ رہے کیونکہ اس نے زمین پر تمام تعلقات میں ہم کو نہیں بھلایا، بیوی بچوں میں کاروبار میں ہمیں نہیں بھولا، اب اکیلا جارہا ہے جب کہ بیوی بچے سب اس کو چھوڑ رہے ہیں تو میں اس کو کیسے فراموش کردوں؟ مجھے حکم دیا ہے کہ تم میرے اس بندے کے دل کو بہلانے کے لئے ساتھ ساتھ جاؤ۔

اللہ والوں کی بالطف، گنہگاروں کی تلخ حیات کے نمونے

تو زمین کے نیچے بھی اور پلِ صراط پر بھی، میدانِ محشر میں بھی، ہر جگہ خدا ساتھ ہے، وہ ایسا باوفا کریم ہے جو کہیں ساتھ نہیں چھوڑتا۔ یہ جو مشہور ہے کہ روزہ نماز کرنے سے، ملّا بننے سے ہم دنیا کے مزے سے محروم ہوجائیں گے، واللہ کہتا ہوں کہ یہ انتہائی دھوکہ ہے، اللہ والوں کو سلطنت سے زیادہ لطف ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

پوچھو تو اللہ والوں سے کہ ان کی کیا لطف کی زندگی ہے، دن ان کے دن ہیں، راتیں ان کی راتیں ہیں، شام ان کی شام ہے، صبح ان کی صبح ہے اور جو اللہ کو بھولا ہوا ہے، اُس کا تو کچھ بھی نہیں ہے، ہروقت پریشان ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے / بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لُوٹے

ہر وقت غیر اللہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔اب کیا عرض کروں، جو لوگ دونوں زندگیوں کا مزہ چھک چکے ہیں وہ ہمیں بتاتے ہیں۔کراچی میں ایک صاحب جو لڑکیوں کو اسکول پہنچانے والی گاڑی کے ڈرائیور تھے، ہر وقت انہی لڑکیوں کے چکر میں لگے رہتے تھے۔اس کے بعد اللہ پاک نے ان کو توفیق دی، میرے یہاں ناظم آباد میں مجلس میں آنے لگے، ایک دن داڑھی رکھ لی، نمازی ہو گئے، اللہ اللہ بھی کرنے لگے، پھر انہوں نے اپنے افسر سے کہا کہ لڑکیوں کو لانے لے جانے کا کام مجھے نہ دیجئے، میرا ایمان خراب ہوتا ہے، آپ مجھے کوئی دوسرا کام دے دیجئے۔ اس کے افسر نے اسے کئی مکانوں کی نگرانی دے دی، اب بہت آرام سے ہیں، بڑے بڑے افسر سلام کرتے ہیں، دعائیں کرواتے ہیں، مالی حالت بھی پہلے سے زیادہ بہتر ہوگئی، اب سنا کہ کار بھی خرید لی حالانکہ معمولی آدمی تھے۔مجھ سے کہا کہ واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں، وہ زندگی بڑی ہی پریشانی کی تھی، اب سکون ملا جب سے اللہ کا نام لیتا ہوں۔ جتنے لوگ بھی دنیا میں ہیں سب سے پوچھ لو، جنہیں نماز روزے میں غفلت ہے وہ چین نہیں پا سکتے، ان کو سکون نہیں ہے، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی افیم کھالے اور اس کی پِنک (نشہ) میں سوتا رہے، اسے پتا ہی نہیں کہ پریشانی کیا ہوتی ہے۔شیطان کبھی ایسا بھی کرتا ہے، بڑا ہی ہوشیار ہے، گناہوں کا ہیروئن پلا دیتا ہے، پھر اس کی پِنک میں پڑا رہتا ہے۔

مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرلیں

یہ سب فانی مزے ہیں، ختم ہونے والے ہیں، مرنے کے بعد آنکھیں کھل جائیں گی، قبل اس کے کہ آنکھ کھلے قبر میں، پہلے ہی آنکھ کھول لو۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تُو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

جلدی سے تیاری کرلو، یہ شعر سب لوگ یاد کرلو، بڑا پیارا شعر ہے، ہمارے

بزرگوں نے اس کو پڑھا ہے۔ اب دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا بنالے، ہماری غفلت کی زندگی کو اللہ اپنی یاد کی حیات سے تبدیل کردے۔ یا اللہ! ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرمادے، نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر اے خدا! اپنی فرمانبرداری کی حیات، اپنے دوستوں کی زندگی عطا فرمادے، ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرما، دنیا بھی ہماری امیدوں سے زیادہ عطا فرمادے لیکن ساتھ ساتھ دنیا کی محبت سے ہمارے قلوب کو محفوظ فرما، اے اللہ! اپنی محبت کو ساری محبتوں پر غالب فرمادیجئے، آپ اپنے اولیاء اور دوستوں کو جو چین اور سکون کی زندگی دیتے ہیں ہم سب کو بھی نصیب فرمادیجئے، صرف اپنا محتاج رکھئے، کسی کا محتاج نہ فرمایئے، بلڈ کینسر، گردے میں پتھری، جتنی خطرناک بیماریاں ہیں جس میں پیٹ کو پھڑوانا پڑتا ہے، آپریشن سے ہمارے تمام اعضاء آخر سانس تک سلامت رکھئے، ایمان کو بھی سلامت رکھئے، سلامتیٔ اعضاء اور سلامتیٔ ایمان سے زندہ رکھئے، سلامتیٔ اعضاء سلامتیٔ ایمان سے دنیا سے اٹھایئے اور میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت فرما کر جنت میں ہم سب کو اپنے صالحین اور نیکوں کے ساتھ شامل فرمایئے، اپنا خوف نصیب فرمایئے، دل کی سختی کو دور فرمادیجئے، اے خدا! جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہم میں سے جس کی جو بھی جائز حاجت ہو، کوئی پریشانی ہو سب دور فرمادیجئے، دنیا بھی بنایئے آخرت بھی بنایئے، پردیس میں بھی آرام سے رکھئے، وطن میں بھی آرام سے رکھئے، ہمیں اپنا بنا لیجیے اور غیروں سے بچایئے، نفس و شیطان سے بچایئے، یا اللہ! اپنی رحمت سے ہمارے دل کو قبول فرمایئے، اس دل کو کوئی چھیننے نہ پائے، اے خدا! جس طرح سے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ صحابہ کے دلوں کو ہم نے اپنی محبت کے لئے قبول کرلیا تو اے خدا! اس آیت کے صدقہ میں ہمارے دلوں کو بھی قبول فرمالیجیے اگرچہ ہم نااہل ہیں، اس کے اہل نہیں ہیں

مگر آپ کریم ہیں، کریم کی تعریف محدثین نے کی ہے کہ جو نالائقوں پر فضل کردے، ہم نااہل ہیں، آپ ہمارے دلوں کو اپنی محبت کے لئے قبول فرما کر اپنا بنا لیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ملفوظات بعد بیان

مجاہدہ کے بعد نعمت ملنے کا کیا راز ہے؟

ارشاد فرمایا کہ۔۔صاحب نے میرا بیان اتنی تفصیل سے شاید کبھی نہیں سنا ہوگا حالانکہ کراچی میں بھی کافی وقت گذارتے ہیں اور یہاں ہزاروں میل پر اللہ نے ان کو اپنی محبت کی باتیں سننے کے لئے آنے کی توفیق دے دی۔ مثنوی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بہت مقروض ہوگیا، وہاں سے ایک ہزار میل پر ایک سخی رہتا تھا، جس کی سخاوت کا ہر جگہ شہرہ تھا، لوگوں نے مشورہ دیا کہ ایک ہزار میل جاؤ، وہ سخی تمہیں اتنا دے دے گا کہ تمہارا سب قرضہ ادا ہوجائے گا۔ جب اس شہر میں پہنچا تو اسی وقت اس سخی کا جنازہ دفن ہورہا تھا، بڑا مجمع تھا، پوچھا کس کا جنازہ ہے؟ بتایا کہ یہ وہی سخی تھے جو غریبوں کا قرضہ ادا کردیا کرتے تھے، تو وہ رونے لگا کہ میں تو ان کی امید پر ایک ہزار میل سے آیا تھا۔ روتے روتے بدحواس ہوکر نیند آگئی، خواب میں اللہ نے فرمایا کہ تم گھبراتے کیوں ہو؟ اس سخی پر بھروسہ کیوں کرتے ہو؟ اپنے گھر کی فلاں کوٹھڑی میں زمین کھودو، وہاں تمہارے دادا خزانہ دفن کر گئے ہیں، جاؤ دو تین گز کھود کے وہ لے لو اور اپنا قرضہ ادا کرلو۔ تو اس نے خواب ہی میں کہا کہ اللہ میاں! جب میرے گھر ہی میں دولت تھی تو آپ نے ہزار میل کیوں دوڑایا؟ کتنی پریشانی اٹھائی میں نے! اللہ نے فرمایا کہ بغیر مشقت کے تمہیں دے دیتا تو تم قدر نہیں کرتے، اس لئے ہزار میل دوڑا کر تم کو گھر کی دولت دی، ورنہ مفت والی چیز مفت ہی میں آدمی پھینک بھی دیتا ہے۔

تو دیکھئے! آج پانچ ہزار میل پر اختر کی بات اللہ نے ان کو سنائی، یہاں بہت سے ایسے بیٹھے ہیں کہ کراچی میں میری بات سننے کے لئے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے، کہتے ہیں جاپانی وفد آیا ہوا تھا تو رات تین بجے تک جاگے تھے، لیکن آج اتنی فرصت سے بیٹھے رہے، مطب سے بھی جلدی آگئے، میں یہی کہتا ہوں کہ آج کس ذات نے ان کو میری گذارشات سننے کے لئے فارغ کیا۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے / عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

جب وہ چاہتے ہیں تو سارا انتظام ہوجاتا ہے، ہمارے شیخ فرماتے تھے۔

بہت ابھاگن مر گئیں جگت جگت بورائے
پیو جیکا چاہیں تا سوتت لئے جگائے

یعنی بہت سے محروم القسمت دنیا میں پھر پھر کے پاگل ہوگئے مگر کچھ نہیں پایا مگر جب اللہ چاہتا ہے تو سوتے سے جگاتا ہے کہ اُٹھ نالائق! چل نماز پڑھ۔ اللہ کی یہ شان ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ہم نالائقوں پر ایسا ہی فضل کردے۔

اہل اللہ کے ساتھ ادنیٰ مشابہت بھی قیمتی ہے

میں رَٹ کے تقریر نہیں کرتا، چالیس سال تک میں مقرر نہیں تھا، میری تقریر بالکل اللہ کے فضل سے ہوتی ہے، میں مقرر ہوتا تو بیت العلوم سے جب فارغ ہوا تو اسی وقت سے تقریر شروع کردیتا۔ ہندوستان پاکستان میں سب ہی جانتے ہیں کہ چالیس برس تک میں نے کبھی تقریر نہیں کی، پھر اللہ نے میری زبان اپنی رحمت سے کھولی اور مولانا پرتاب گڑھی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ حالت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی، اللہ نے ان کو بھی چالیس سال تک بے زبان رکھا، اس کے بعد ان کی زبان کھولی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اختر ویسا ہے، نہیں، تھوڑی سی مشابہت نیک بندوں سے لگ جاتی ہے تو ہم اس کو بھی اپنے لئے نیک فالی سمجھتے ہیں لیکن کہاں وہ کہاں ہم۔ میرے شیخ ایسے موقع پر

فرماتے تھے کہ بڑوں سے اپنی مثال مت دو، بس تھوڑی سی مشابہت بزرگوں سے مل جائے تو خوشی ہوتی ہے۔ دیکھو! حدیث شریف میں آتا ہے کہ رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو، تمہارا بھی کام بن جائے گا، تو جب رونے والوں کی شکل سے رونے والوں میں شامل کیا جارہا ہے تو اللہ والوں کی شکل بنانے سے کیا کچھ ملے گا! کیا عجب ان کا کرم ہوجائے تو ہم اللہ والوں میں شامل کرلئے جائیں۔ یہ حدیث کا مضمون ہے، خالی تصوف کا مسئلہ نہیں ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں: اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو، ایسے موقع پر حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بھئی! بڑے تو بڑے ہی ہوتے ہیں، ہم لوگ تو ان کے خادم ہیں، ادنیٰ غلام ہیں، اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فرماتے تھے کہ کہاں عبدالغنی اور کہاں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ خلافت ملنے سے کوئی شیخ کے برابر تھوڑی ہوجاتا ہے، کہاں راجہ بھوج کہاں بُھوا تیلی۔ آہ! یہی ان کے اللہ کے ولی ہونے کی نشانی تھی۔ اللہ والے اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں اور حقیر ظاہر کرتے ہیں۔ تو ہمیں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے، میں بزرگوں کی بات تو سنا دیتا ہوں لیکن ان شاء اللہ انہی بزرگوں کی نقل کی برکت سے کام بن جائے گا۔ دیکھو! جب پانی نہیں ہوتا تو تیمم سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ نماز میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ اب بڑے بڑے اولیاء اللہ نہیں رہے تو انہی ڈھیلوں سے تیمم کرلو بلکہ ان کو غنیمت سمجھو ورنہ کچھ دن میں یہ بھی نہیں ملیں گے، حضرت فرماتے تھے کہ گیہوں نہ ملے تو گیہوں کی بھوسی کی بھی قدر کرلو۔

اپنے دینی مربی کے ساتھ حسنِ ظن کی اہمیت

لیکن ایک مسئلہ سمجھ لیجیے کہ دین سکھانے والا تو خود کو ایسا ہی سمجھے مگر آپ لوگ یہی سمجھیں کہ ہمارے لئے ہمارے مشائخ بہت ہی مفید ہیں۔ آپ جتنا زیادہ حسنِ ظن اپنے دینی مربی سے رکھیں گے اتنا زیادہ آپ کو نفع ہوگا۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دین کے خادموں سے جتنا زیادہ نیک گمان رکھو گے، اتنا زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے نوازے گا ورنہ تمہاری بدگمانی کا اثر یہ ہوگا کہ صاف پانی اللہ کے یہاں سے آئے گا مگر تمہیں بدبودار ملے گا۔ صاف پانی بارش کا دریا میں جمع ہوا، پھر نل تک پہنچا مگر ٹونٹی میں آپ نے پاخانہ لگا دیا اور کہا کہ اس پانی میں تو بہت ہی بدبو ہے، بدبو پانی میں نہیں ہے، بدبو تمہاری ہے۔ ایک عورت نے اپنے بچے کو ہگایا، اس کا پاخانہ صاف کیا تو گُو اس کی انگلی میں لگا رہ گیا، اس کے بعد چاند دیکھا تو عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات کرتے ہوئے انگلی ناک پر رکھتی ہیں، تو اس نے اپنی انگلی ناک پر رکھ کر کہا کہ اے بہن! اس دفعہ کا چاند تو بڑا اسڑا ہوا نکلا ہے، ایسا بدبودار چاند تو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس کم بخت کو یہ خبر نہیں کہ اس کی انگلی میں گُو لگا ہوا ہے۔ تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اولیاء اللہ سے، دین کے خادموں سے بدگمانی کرتے ہیں، وہ بدبو ان کی اپنی ہوتی ہے ورنہ چاند کہاں سڑتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرۂ مبارک کا حال

مجھے اس لئے مسرت ہے کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اللہ جو اپنی باتیں اپنی رحمت سے بیان کراتا ہے تو وہ آپ بھی سن لیتے۔ ہمارے بڑے اکابر سب چلے گئے، ڈاکٹر عبدالحئی صاحب بھی رحمۃ اللہ علیہ ہو گئے لہٰذا میرے یہاں مجمع اتنا بڑھ رہا ہے کہ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ پانچ ہزار گز کی زمین لی جائے، کچھ عرصہ میں گلشنِ اقبال کی خانقاہ میں جگہ تنگ پڑ جائے گی حالانکہ تیرہ سو مربع گز کی زمین ہے۔ اس وقت ابتدائی حالات تھے تو محسوس نہیں ہوا مگر اب مسجد سب بھر جاتی ہے، جمعہ کی نماز میں تو دروازے تک شامیانہ لگ رہا ہے، اللہ اپنی رحمت سے کام لے لے، اللہ کا فضل ہو تو چھوٹی جگہ سے بھی کام ہو جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حجرہ اور گھر اتنا چھوٹا تھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو ہماری ماں

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیر ہٹانا پڑتا تھا:

((کُنْتُ اَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِہٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُھُمَا قَالَتْ وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَیْسَ فِیْھَا مَصَابِیْحُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ باب الصلوٰۃ علی الفراش؛ ج ۱ ص ۵۶)

اتنے چھوٹے سے گھر سے سارے عالم میں روشنی پھیل گئی۔ تھانہ بھون کتنا چھوٹا سا قصبہ ہے، چھوٹی سی خانقاہ تھی جس کے لئے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

یہ چھوٹی سی بستی یہ چھوٹی سی مسجد / یہ چھوٹی سی مجلس خدا جانے کیا تھی
مجدد کی مجلس تھی نورِ خدا تھی

نیک عمل کے ارادے پر بھی ثواب ملتا ہے

آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ وہیں سے کام لے لیں، میں بھی دعا کررہا ہوں کہ کوئی بڑی جگہ مل جائے تو درخت لگانے کا مجھے بہت شوق ہے تاکہ ہر درخت کے نیچے کوئی درویش تسبیح لئے معمولات پورے کررہا ہو، ایک کی آواز دوسرے کو نہ آئے، تمنا کرنے سے کم از کم ثواب تو ملے گا، بنی اسرائیل کا ایک صحابی ریت کے پہاڑ پر گذرا:

((رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ مَرَّ بِکُثْبَانِ رَمْلٍ فِیْ مَجَاعَۃٍ فَقَالَ فِیْ نَفْسِہٖ لَوْ کَانَ ھٰذَا الرَّمْلُ طَعَامًا لَّقَسَّمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَاَوْحَی اللہُ اِلٰی نَبِیِّھِمْ قُلْ اِنَّ اللہَ قَدْ صَدَّقَكَ وَشَكَرَ حُسْنَ صَنِیْعِكَ وَاَعْطَاكَ ثَوَابَ مَا لَوْ کَانَ طَعَامًا فَتَصَدَّقْتَ بِہٖ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ حدیث انما الاعمال بالنیات؛ ج ۱ ص ۹۹)

تو اس نے کہا کہ یا اللہ! اگر آپ اس کو غلہ بنادیں تو میں آپ کے غریب بندوں میں تقسیم کردوں، بستی میں قحط پڑا ہوا تھا، فوراً اُس وقت کے پیغمبر پر

وحی نازل ہوئی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! اپنے اس امتی سے کہہ دو کہ میں نے اس کے نامۂ اعمال میں پہاڑ کے برابر غلہ تقسیم کرنے کا ثواب لکھ دیا۔ نیت بہت بڑی چیز ہے، خیالی پلاؤ دنیا کے لئے تو مفید نہیں مگر آخرت کے لئے خیالی پلاؤ بھی مفید ہے۔ خیالی پلاؤ کوئی بنائے کہ شہزادی سے میری شادی ہو رہی ہے تو کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اگر آخرت کے لئے خیالی پلاؤ پکالیا کہ اے اللہ! اگر آپ مجھے دنیا دے دیں تو میں دین کے کام کروں گا، مدرسے خانقاہیں بناؤں گا، غریبوں کی مدد کروں گا تو نیت پر ثواب ملے گا۔

اللہ کے گمشدہ بندوں کو اللہ سے جوڑنا قرب کا عظیم ذریعہ ہے

ارشاد فرمایا کہ کسی کا بچہ گم ہوگیا تو اس نے اخبار میں اشتہار دیا کہ جو میرے بچے کو لائے گا تو میں اس کو دس ہزار روپے انعام دوں گا، اب وہ جنگل جنگل پھر کے خرکاروں سے تلاش کر کے لے آیا۔ جب بچہ کو لے کر آئے گا تو باپ سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرے گا، یہ فطری بات کہتا ہوں کہ پہلے اس کو سینہ سے لگائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا کہ اے اللہ! آپ کا پیارا بندہ بننے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ تم میرے کسی بندے پر محنت کرو جو مجھے بھلا بیٹھا ہے، اسے مجھ سے جوڑ دو، بس ہم تمہیں اپنا بنالیں گے۔ اللہ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑو، نہیں جوڑنا جانتے ہو تو اتنا کرلو کہ ان کو کچھ کتابیں وغیرہ پہنچا دو۔ جس کار میں اتنا بھی پٹرول نہ ہو کہ پٹرول پمپ تک جاسکے تو اتنا تو کرو کہ اس کو رسّہ وغیرہ باندھ کر پٹرول پمپ تک لے جاؤ۔ ایسی کتابیں ان کو پڑھنے کو دو جن سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے، جو کتاب لے جائے اس کا پتہ اور فون نمبر لکھ لو تاکہ یاددہانی کرادی جائے کہ بھئی! کتاب واپس کردیں تاکہ دوسرے کو پڑھنے کے لئے دی جاسکے، دینی نفع کو بند نہ کرو۔ یہ بات غلط ہے کہ جو کتاب لے کر واپس کردے وہ بڑا بے وقوف ہے۔

نہیں، ایسا نہیں ہے۔ بلکہ جو دس روپے کی کتاب لے جائے اس سے سو ریال امانت رکھوالو، یہ ریال اس کے دماغ میں ٹھونک مارتا رہے گا۔

کسی کو کوئی چیز اُدھار دو تو اس کی واپسی کا مجرّب نسخہ

میرا تجربہ دیکھئے! ناظم آباد میں میرا دواخانہ تھا، ایک صاحب نے کہا کہ ہمیں دستہ دے دیجئے جس سے دوا کُوٹی جاتی ہے۔ میرا تجربہ تھا کہ یہ دستہ لے جائے گا اور ہم اس کے پیچھے اس کے گھر جائیں گے تو یہ کبھی لالوکھیت گیا ہوا ہوگا، کبھی سبزی لینے گیا ہوگا، ہم کو ہفتوں دوڑائے گا تو میں نے کہا کہ دیکھو! یہ دستہ پچاس روپے کا ملتا ہے لہٰذا تم سو روپیہ جمع کرا کر لے جاؤ، جتنی جلدی لاؤ گے اتنی جلدی اپنا روپیہ واپس لے لینا۔ اس نے کہا کہ آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے، میں نے کہا کہ بھروسہ تو ہے مگر اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچانا چاہتا ہوں، تم کو کون یاد دلائے گا کہ دستہ واپس دینا ہے، میرا دل مشوش رہے گا، اللہ کی یاد کی بجائے دستے کو یاد کرتا رہے گا۔ اس پر ایک واقعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا سنو! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سے گھر کی طرف جا رہے تھے، راستے میں جیب میں ہاتھ ڈالا، ایک پنسل کاغذ نکالا، اس پر کچھ لکھ کر کاغذ جیب میں رکھ لیا۔ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے، حضرت نے پوچھا کہ مولوی شفیع! بتاؤ میں نے کیا کیا؟ عرض کیا آپ نے کاغذ پر کچھ لکھ کر رکھ لیا میں نے تو یہی دیکھا۔ فرمایا کہ ایک بات کی بار بار یاد آ رہی تھی کہ کہیں بھول نہ جاؤں کہیں بھول نہ جاؤں، میں نے دل کا بوجھ کاغذ پر رکھ کر دل کو اللہ کی یاد کے لئے فارغ کر لیا کہ نہ معلوم کب اللہ نظرِ عنایت فرما دے۔ چنانچہ وہ صاحب سو روپیہ رکھوا کر دستہ لے گئے، مجھے بالکل یاد نہیں دلانا پڑا، اپنی دوا کُوٹ کر ایک ہفتہ کی بجائے دو ہی دن میں لے آئے اور کہا کہ میرا روپیہ واپس دے دیجئے۔ میں نے کہا کہ اسی لئے میں نے روپیہ رکھا تھا تاکہ آپ کو یاد دلاتا رہے، میرا وقت بچ گیا۔

سید الانبیاء ﷺ کی ہجرت کا واقعہ۔ پانچواں اور آخری حصہ

مکہ سے آپ ﷺ کی روانگی کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی، مدینہ کا ہر فرد شوقِ دیدار میں مقامِ حرہ پر آ کر کھڑا ہو جاتا، دوپہر ہو جاتی تو لوگ اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے، روزانہ یہی معمول تھا۔ ایک روز انتظار کر کے واپس ہو رہے تھے کہ ایک یہودی نے ٹیلہ پر سے آپ ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھ لیا اور آواز لگائی! اے بنی قیلہ! جن کا تمہیں انتظار تھا وہ آ گئے۔ اس خبر کا کانوں میں پڑنا تھا کہ انصار والہانہ وبے تابانہ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے اور نعرۂ تکبیر سے تمام آبادی گونج اٹھی۔ مدینہ سے تین میل پر ایک آبادی قبا نام کی تھی، مکہ سے آپ جمعرات ۲۷ صفر کو روانہ ہوئے تھے، تین شب غارِ ثور میں گذاریں، یکم ربیع الاول کو مدینہ روانہ ہوئے اور ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے روز قبا پہنچے۔ قبا میں آپ نے مسجدِ قبا کی بنیاد ڈالی، جمعہ کا خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی، جمعہ سے فارغ ہو کر ناقہ پر سوار ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھایا اور مدینہ کا رُخ فرمایا، انصار کا ایک عظیم الشان گروہ ہتھیار لگائے ہوئے آپ ﷺ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں چل رہا تھا۔ ہر شخص کی یہی آرزو تھی کہ آپ میرے پاس قیام فرمائیں، آپ اُن کو دعا دیتے اور فرماتے یہ ناقہ من جانب اللہ مامور ہے، جہاں بیٹھ جائے گی، وہیں قیام کروں گا، لگام کو آپ نے ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ اہلِ مدینہ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

طلع البدر علينا، من ثنيات الوداع۔ وجب الشكر علينا، ما دعا لله داع۔ ايها المبعوث فينا، جئت بالامر المطاع

(چودھویں رات کے چاند نے ثنیاتِ وداع سے ہم پر طلوع کیا ہے، ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے، اے وہ مبارک ذات! جو ہم میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے امور کو لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت واجب ہے)، اور بچیاں یہ شعر گنگنا رہی تھیں (ہم لڑکیاں ہیں بنی النجار کی، محمد ﷺ کیا ہی اچھے پڑوسی ہیں)۔ غرض یہ کہ ناقہ اسی شان سے آہستہ آہستہ چل رہی تھی، بالآخر بنی النجار میں اس مقام پر بیٹھ گئی جہاں اب مسجدِ نبوی کا دروازہ ہے، مگر آپ ﷺ اونٹنی سے نہیں اُترے۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی کھجور خشک کرنے کا مِربد تھا، آپ ﷺ نے ان سے اور ان کے سرپرست چچا سے اس جگہ کے خریدنے کی خواہش کا ارادہ فرمایا، انہوں نے بغیر قیمت دینا چاہا جو آپ نے منظور نہیں فرمایا اور قیمت دے کر خرید فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد ناقہ اُٹھی اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی، پھر کچھ دیر بعد اُٹھی اور اسی پہلے والی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور گردن زمین پر ڈال دی۔ اس وقت آپ ﷺ اونٹنی سے اُترے اور ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ جس جگہ اول بار ناقہ بیٹھی تھی، آپ نے اس جگہ کو ہموار کرنے اور کچی اینٹیں بنانے کا حکم فرمایا اور مسجدِ نبوی کی تعمیر فرمائی۔ یہ مسجد اپنی سادگی میں بے مثل تھی، کچی اینٹوں کی دیواریں تھیں، کھجور کے تنوں کے ستون تھے اور کھجور ہی کی شاخوں اور پتوں کی چھت تھی، جب بارش ہوتی تو پانی اندر آ جاتا۔ اس کے بعد چھت کو گارے سے لیپ دیا گیا، سو گز لمبی، سو گز چوڑی تھی اور تقریباً تین گز گہری بنیادیں تھیں۔ دیواروں کی بلندی آدمی کے قد کے برابر تھی اور تین دروازے تھے۔ (ماخوذ از سیرت مصطفیٰ ﷺ از مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۳۴۶)